بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

رجسٹرڈ ایل نمبر

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

انہ اوی القریہ

الحکم

دارالامان حضرۃ قادیاں

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی

دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

نمبر ۱۹ | مورخہ ۲۴ - مئی ۱۹۰۳ء مطابق ۲۶ صفر ۱۳۲۱ھ بروز یکشنبہ | جلد ۷

در حضرت کریم تقاضا چہ حاجت است

خریداران و سرپرستان الحکم کو معلوم ہے کہ مطبع کی ضروریات یوماً فیوماً بڑھ رہی ہیں اس لئے ہر ایک صاحب کے ذمہ جس قدر زرچندہ مطبع کا واجب ہے وہ اُن کو حتی الوسع بہت جلد روانہ کر دینا چاہئے اور مطبع کی طرف سے جو قیمت طلب پیکٹ روانہ کئے جا رہے ہیں اُن کو وصول کر کے مطبع کی اعانت کرنی چاہئے۔

جو لوگ فی الحال مطبع کے بھیجے ہوئے وی پی پیکٹ لینے کے لئے آمادہ نہیں ہیں ان کو فی الفور اطلاع دینی چاہئے ورنہ اگر بغیر اطلاع دئے وہ پیکٹ واپس کریں گے تو اخراجات وی پی اُن کے حساب میں درج ہونگے۔ کیونکہ پانچ مہینے سال رواں میں سے گذر چکے ہیں اور اُسوقت تک قیمتوں کا وصول ہو جانا ضروری ہے۔ اُمید ہے ہمکو بار بار کے تقاضوں سے معاف رکھا جاوے گا۔

مینیجر الحکم

کلمات طیبات حضرۃ امام الزمان سلمہ الرحمان

(از اعجاز التنزیل)

گذشتہ اشاعت سے آگے

پھر اللہ تعالیٰ کی صفت رحیم بیان کی ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کی وہ صفت ہے جس کا تقاضا ہے کہ محنت اور کوشش کو ضائع نہیں کرتا بلکہ اُن پر ثمرات اور نتائج مترتب کرتا ہے اگر انسان کو یہ یقین ہی نہ ہو کہ اس کی محنت اور کوشش کوئی پھل لاوے گی تو پھر وہ سُست اور نکما ہو جاوے گا یہ صفت انسان کی اُمیدوں کو وسیع کرتی اور نیکیوں کے کرنے کی طرف جوش سے لیجاتی ہے اور یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ رحیم قرآن شریف کی اصطلاح میں اللہ تعالیٰ اُسوقت کہلاتا ہے جبکہ لوگوں کی دعا، تضرع اور اعمال صالحہ کو قبول فرما کر آفات اور بلاؤں اور تضیع اعمال سے اُن کو محفوظ رکھتا ہے۔ رحمانیت تو بالکل عام تھی لیکن رحیمیت خاص انسانوں سے تعلق رکھتی ہے اور دوسری مخلوق میں دعا، تضرع اور اعمال صالحہ کا ملکہ اور قوت نہیں ہے انسان ہی کو ملا ہے۔

رحمانیت اور رحیمیت میں یہی فرق ہے کہ رحمانیت دعا کو نہیں چاہتی مگر رحیمیت دعا کو چاہتی ہے اور یہ انسان کے لئے ایک خلعت خاصہ ہے اور اگر انسان انسان ہو کر اس صفت سے فائدہ نہ اٹھاوے تو گویا ایسا انسان حیوانات بلکہ جمادات کے برابر ہے۔

یہ صفت بھی تمام مذاہب باطلہ کے رد کے لئے کافی ہے کیونکہ بعض مذہب اباحت کی طرف مائل ہیں اور وہ مانتے ہیں کہ دنیا میں ترقیات نہیں ہوتی ہیں۔ آریہ جبکہ اس صفت کے فیضان سے منکر ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کی صفات کاملہ کا کب قائل ہو سکتا ہے۔ سید احمد خان نے بھی دعا کا انکار کیا ہے۔ اور اس طرح پر وہ فیض جو دعا کے ذریعہ انسان کو ملتا ہے اس سے محروم رکھا ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ کی چوتھی صفت مالک یوم الدین بیان کی ہے۔ جو لوگ قیامت کے منکر ہیں اس میں انکا رد موجود ہے۔ اس کی تفصیل قرآن شریف میں بہت جگہ آئی ہے۔

اللہ تعالیٰ کی اس صفت اور رحیمیت میں فرق یہ ہے کہ رحیمیت میں دعا اور عبادت کے ذریعہ کامیابی کی راہ پیدا ہوتی اور ایک حق ہوتا ہے مگر مالکیت یوم الدین وہ حق اور ثمرہ عطا کرتی ہے۔

اور فقرہ ایاک نعبد تمام باطل معبودوں کی تردید کرتا ہے اور مشرکین کا رد اس میں موجود ہے کیونکہ

اسلام

صوبجات متحدہ کی مردم شماری بابت ۱۹۰۱ء مرتبہ مسٹر برن میں اسلام کے متعلق جو رپورٹ شایع ہوئی ہے وہ بہت دلچسپی سے پڑھے جانے کے قابل ہے اس رپورٹ کے پورے شایع ہو چکنے کے بعد ہم مناسب موقع ریویو بھی اس پر کریں سلسلہ عالیہ احمدیہ کا ذکر بھی اس میں واضح طور پر کیا گیا جو ہمارے ناظرین کی زیادہ دلچسپی کا موجب ہوگا - ایڈیٹر

ہندو مذہب کی مانند اسلام میں بھی عام لوگوں کے اعتقادات بکثرت اور افعال اُس سے بھی زیادہ مذہب کے پیمانہ سے گرے ہوئے ہیں - ان دونوں مذہبوں کا فرق لفظ "کتابی" سے جو مسلمان اپنے مذہب کے پیروؤں کے لئے استعمال کرتے ہیں - اچھی طرح میز ہوتا ہے - اگر کسی جاہل ہندو سے کسی اخلاقی مسئلہ کی نسبت دریافت کیا جاوے تو باوجود اسکا جواب دینے کے کہ شاستر اس کی ممانعت کرتا ہے اُس کے دل میں صاف خیال اس امر کا نہیں ہوتا کہ آیا شاستر کوئی ایک کتاب ہے یا سنسکرت کے تمام مقدس علم ادب کا نام شاستر ہے -

برخلاف اس کے ہر حیثیت کا مسلمان قرآن شریف سے ایک خاص کتاب مراد لیتا ہے اور اس کو تمام الہامی علوم کا خزانہ اور منبع سمجھتا ہے - گو دوسری کتابوں کے متعلق جن کو بعض لوگ قرآن شریف کے برابر ہی کیوں نہ سمجھتے ہوں کتنا ہی اختلاف ہو یہ ہی ایک ایسی وجہ ہے - جو مسلمانوں کو مذہب کے اصلی اور سچے اصولوں پر متفق رکھتی ہے - جس کی ہندوؤں میں بہت کمی ہے ایسے مسلمان تعداد میں بہت ہی کم ملیں گے - جو باوجود جاہل اور ناسمجھ ہونے کے کلمہ لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ کو نہ پڑھ سکتے ہوں اور اس کو سمجھ کر اس کے ہر لفظ پر ایمان نہ رکھتے ہو اخلاقی فرائض کے علاوہ اسلام میں پانچ فرض ہیں جو مختصراً ذیل میں بیان کئے جاتے ہیں (۱) نماز (الف) روزانہ (ب) تہوار کے موقع پر (۲) روزہ خاص کر رمضان کے مہینے میں (۳) زکوٰۃ تو صرف اُن لوگوں کے لئے جو صاحب استطاعت ہوں اور حج تمام لوگوں کی جہالت ایک بڑی حد تک سد راہ ہے - لیکن ایسے مسلمان بہت کم ہیں - جو صبح اور شام کو نماز نہ پڑھتے ہوں وہ ایسا مسلمان تو شاید ہی کوئی ہو جو عید الفطر اور عید الضحیٰ کی نماز کے لئے عیدگاہ نہ جاتا ہو بکثرت عوام الناس پنجگانہ اور جمعہ کی نماز میں شریک نہیں ہوتے - اور اس کی وجہ ایک حد تک ان الفاظ کی ناواقفیت ہے جو نماز میں پڑھے جاتے ہیں اول الذکر موقع پر جب تمام مسلمان عیدگاہ میں جمع ہوتے ہیں تو اُن میں سے ایک کثیر جماعت سوائے اس کے اور کچھ نہیں کر سکتی - کہ اپنے پاس کے کھڑے ہوئے واقف کاروں کا تتبع کرے رمضان میں روزوں کی پابندی عوام الناس میں بہ نسبت اعلیٰ طبقہ کے لوگوں کے زیادہ سختی کے ساتھ کی جاتی ہے اعلیٰ طبقہ کے صرف وہی لوگ پابندی سے روزے رکھتے ہیں - جو خصوصیت کے ساتھ پابند مذہب اور خدا پرست ہوتے ہیں - خیرات دینے میں مسلمان ہندوؤں سے کسی طرح کم نہیں - بچت کا ایک خاص حصہ خیرات کے لئے مقرر ہے اور اکثر حالتوں میں وہ غربا کو تقسیم کر دیا جاتا ہے - ایک طریقہ جو مسلمانوں کی قوم کے ہر طبقہ میں کثرت سے جاری تھا اور اب بھی کہیں کہیں پایا جاتا ہے کہ عورتیں کسی بے ماں کے بچے کو محض نیکی اور خدا ترسی کے خیال سے دودھ پلاتی اور خدا واسطے اوس کی پرورش کرتی ہیں - کہ معظمہ کے حج یا کربلائے معلیٰ کی زیارت کا موقعہ مسلمانوں کو عام طور پر نہیں ملتا - اخلاق کے لحاظ سے اوسط ایک مسلمان کی حالت ایک ہندو یا عیسائی کی اوسط حالت سے ملتی جلتی ہوتی ہے - اوس نقشہ سے جو اس باب کے آخر میں دیا گیا ہے اور جو ایک مسلمان کا تیار کیا ہوا ہے اس امر کا ٹھیک ٹھیک اندازہ ہو سکتا ہے کہ قوم کے مختلف طبقوں میں مختلف گناہ کس نظر سے دیکھے جاتے ہیں - اس نقشہ کے تیار کرنے والے کے قول کے موافق اس امر سے کہ بعض گناہ بعض لوگوں میں ضرورت سے کم معیوب سمجھے جاتے ہیں - یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ وہ گناہ قوم میں کثرت سے رایج ہیں - اس نقشہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جو گناہ قوم کے ہر طبقہ میں یکساں معیوب سمجھے جاتے ہیں حسب ذیل ہیں - سور کا گوشت کھانا - مدک اور چنڈو پینا - قرآن شریف کی قسم پر جو مسجد میں کھائی جاوے قایم نہ رہنا - زناکاری اور فسق و فجور کرنا - دیگر گناہ مثل چوری اور قتل کے جو ہر قوم اور مذہب میں بُرے خیال کئے جاتے ہیں - اس نقشہ میں نہیں دکھائے گئے - ایک طریقہ معمولی جھوٹ یا قرآن شریف کی قسم کھانے کے بعد جھوٹ بولنے کا ذیل کے قصہ سے معلوم ہوگا جو پولیس کے ایک ایسے افسر نے جو ہندوستانیوں کے عادات و خصائل سے غیر معمولی واقفیت رکھتا تھا - ایک مرتبہ مجھ سے بیان کیا کہ تھا ایک مسلمان انسپکٹر پولیس نے نہایت کامیابی کے ساتھ ایک ڈکیتی کے پیچیدہ مقدمہ کی تحقیقات کی اور بہت سا مال مسروقہ برآمد کیا - دریافت کرنے سے انسپکٹر نے بیان کیا - کہ ایک مخبر نے اس شرط پر سراغرسانی کا وعدہ کیا کہ آیندہ اوس کے متعلق کسی قسم کی تفتیش نہ کی جاوے اور نہ کسی کو گرفتار کیا جاوے انسپکٹر کے وعدہ کرنے کو کافی نہ خیال کر کے اُس سے قرآن شریف پر قسم کھانے کی درخواست کی گئی - انسپکٹر نے رضامندی ظاہر کی - اور معمولی طور پر سفید کپڑے میں لپٹی ہوئی کتاب ہاتھ میں لے کر قسم کھائی - اس قسم کھانے کے بعد مخبر نے مال مسروقہ کا پتہ بتا دیا - جس پر انسپکٹر نے ڈاکوؤں کی کل جماعت کو گرفتار کر کے مال برآمد کیا پولیس افسر نے یہ قصہ سن کر انسپکٹر سے دریافت کیا کیا ایسا کرنے سے تمہاری نیک نامی میں کچھ فرق نہیں آیا - انسپکٹر نے جواب دیا " ارے صاحب قرآن کہاں تھا پاکٹ بک تھی " گناہوں کی معافی کا تعلق خدا سے ہے گو یہ بھی خیال کیا جاتا ہے کہ بعض اوقات گناہوں کے کفارہ میں اس زندگی میں تکلیف یا بیماری اُٹھانی پڑتی ہے - گناہوں کی دو قسمیں ہیں - اول وہ جو صرف خدا کے خلاف ہیں - مثلاً نماز نہ پڑھنا دوسرے حق العباد یعنے جو خدا اور انسان دونوں کے خلاف ہوتے ہیں - مثلاً چوری اور قتل وغیرہ - دوسری قسم کے گناہوں کے متعلق عام لوگوں کا عقیدہ ہے - کہ اگر وہ شخص جس کے خلاف اس قسم کا کوئی گناہ کیا جاوے - اوس کو معاف کر دے تو قیامت کے روز اُس گناہ کا زیادہ خیال نہیں کیا جاوے گا - اس قسم کے گناہوں کی حالت فوجداری کے اون جرایم کی سی ہے جو قابل راضی نامہ کے ہوتے ہیں - کیونکہ جس حالت میں مدعی اور مدعا علیہ راضی نامہ داخل کر دیتے ہیں تو عدالت کو سوائے اس کے اور کوئی چارہ کار نہیں ہوتا کہ ملزم کو چھوڑ دے - ایک مسلمان ملازم جب کبھی ملازمت چھوڑتا ہے تو عموماً اپنے آقا سے درخواست کرتا ہے کہ اُس کا کیا کرایا معاف کر دیا جائے اور یہ بات محض رسماً نہیں کیجاتی بلکہ اسمیں بڑا خوف قیامت کے دن کا ہوتا ہے +

آیندہ زندگی مسلمانوں کے خیال کے موافق ہمیشہ رہنے والی زندگی ہے اور روح اسمیں زندہ قایم رہتی ہے +

صوفیوں کے مسئلہ "ہمہ اوست" نے اس ملک میں زیادہ رواج نہیں پکڑا +

اگر اس جہان میں کوئی شخص گناہ کرتا ہے تو دوسرے جہان میں اس کا کفارہ اس کو ضرور دینا پڑے گا دوزخ میں کسی کو ہمیشہ ہمیش رہنا نہیں پڑے گا بلکہ روح گناہوں کی آلایش سے پاک ہو کر بہشت

میں داخل ہو جاوے گی۔ جہاں عام طور سے بیان کیا جاتا ہے کہ جسمانی خوشیاں حاصل ہونگی +

متذکرہ بالا بیان سے بخوبی معلوم ہوتا ہے کہ عام مسلمانوں کے عقائد اور افعال بہترین خیالی مذہب کے برخلاف نہیں گو اس پیمانہ سے کسی قدر گرے ہوئے کیوں نہ ہوں۔ ہندو مذہب میں علاوہ اس بزرگ برتر پر اعتقاد رکھنے کے جس کے ہاتھ میں تمام دنیا کی باگ ہے بیشمار دیوتاؤں پر بھی اعتقاد رکھا جاتا ہے۔ ان کے زیر اثر بہت سے دنیاوی امور خیال کیئے جاتے ہیں اور یہ خاص رسومات ادا کرنے سے خوش رکھے جا سکتے ہیں اسی طرح گو عام مسلمان خدا کی وحدانیت اور قادر مطلق ہونے پر عام ہندوؤں سے زیادہ راسخ الاعتقاد ہوتے ہیں۔ لیکن اُن کے اعتقاد ایسے ہوتے ہیں کہ اس کے ساتھ ہی وہ بعض متبرک مقامات پر نذر چڑھانے اور نیاز دلانے کو دنیاوی فوائد حاصل ہونے کے لئے مفید اور مستحکم ذریعہ سمجھتے ہیں +

مثلاً بہرائچ میں سید سالار مسعود غازی کے مزار پر بہت سے ہندو اور مسلمان اولاد یا خاندانی قضیوں کے تصفیہ کی دعا مانگنے کے لئے جاتے ہیں + شیخ سدو کا مزار امروہہ میں بیماریوں کو شفا حاصل ہونے کے لئے اور شاہ مینا کا مزار لکھنؤ میں قانونی مشکلات حل کرنے کے لئے مشہور ہے۔ ان تینوں مزاروں میں سے ہر ایک کے لئے ایک خاص نذر مقرر ہے۔ مثلاً اول کے لئے بلند کیا ہوا جھنڈا۔ دوسرے کے لئے مرغا اور تیسرے کے لئے کپڑے کی چادر مقرر نذر ہیں + ان کے علاوہ مشہور مزار حضرت بہاؤ الدین ملتانی کا ملتان میں اور حضرت شاہ علاء الدین صابر کا پیران کلیر میں ہے۔ تعلیمیافتہ مسلمان بھی ایک حد تک ان مشہور اور مقدس مقامات کی زیارت کو بہتر اور مفید خیال کرتے ہیں لیکن اسقدر فرق ہے کہ تعلیمیافتہ محض روحانی اور عام لوگ محض دنیاوی فوائد کے خیال سے ان زیارتوں کے لئے زحمت سفر اٹھاتے ہیں وبا کے دنوں میں عام طور پر روپیہ اور آٹا جمع کر کے غربا کو تقسیم کیا جاتا ہے اور مکانات کی چھتوں پر چڑھ کر رات کے وقت اذانیں کہی جاتی ہیں اور قرآنی آیتیں لکھ کر دروازوں پر چسپاں کی جاتی ہیں قحط کے زمانہ میں عموماً خاص نماز پڑھنے کے لئے لوگ عیدگاہ میں جمع ہوتے ہیں اعلیٰ تعلیمیافتہ مسلمان بھی بعض مصیبت یا تکلیف کے موقعوں پر حضرت خواجہ عبدالقادر جیلانی بغدادی یا حضرت شیخ معین الدین چشتی اجمیری سے دعا مانگتے ہیں ایک دوسری رسم جو مسلمانوں میں باعث ثواب سمجھی جاتی ہے وہ کسی مولوی صاحب کو مولود شریف پڑھنے کے لئے کچھ نذر کرنا ہے۔ مولود شریف میں پیغمبر صاحب کی ولادت کا حال ہوتا ہے جو عربی میں پڑھا جاتا ہے اور حاضرین کو اُس کے معنے اور مطالب اردو میں سمجھائے جاتے ہیں۔ شیعوں میں مولود شریف کے بجائے مجلس عزا کی جاتی ہے۔ جس میں حضرت امام حسنؓ اور حضرت امام حسینؓ کی شہادت کے حالات بیان کئے جاتے ہیں +

(باقی آئندہ)

اسلام اور ہندو مذہب میں مشابہت

مشہور اور مقدس بزرگوں کے مزاروں پر زیارت کی غرض سے جانے کا طریقہ صرف ہندوستان کے عام مسلمانوں ہی میں جاری نہیں۔ کیونکہ ڈاکٹر رشٹین نے ترکستان کے حالات میں لکھا ہے کہ مسلمانوں کے مشہور معبدگاہ اکثر بودھ معبدگاہوں کے قریب یا اُس سے تھوڑے ہی فاصلہ پر واقع ہیں۔ اسی طرح ہندو مذہب کے بھی غالباً اکثر مقدس مقامات ہندو مذہب کے جاری ہونے کے پہلے سے مقدس سمجھے جاتے ہیں۔ متذکرہ بالا دستور سے یہ نتیجہ نکالا جا سکتا ہے کہ ہندوستان کے مسلمانوں نے جن کی ایک جماعت کثیر نومسلم والدین کی اولاد ہے اسلام کی تعلیم کو غیر مکمل طریقہ میں مانا نہیں۔ نہ یہ کہ اون کے طریقے اس کے قطعی خلاف ہیں؟

جو لوگ ہندوستان سے مسلمان ہوئے ہیں یا جن کے والدین خوش ہوئے ہیں انہیں اور نیز مسلمان راجپوتوں میں بہت سی مذہبی ہندووانہ رسومات آج تک قائم ہیں۔ اس کی چند مثالیں ذیل میں بیان کی جاتی ہیں +

بچہ پیدا ہونے کے وقت زائچہ تیار کرایا جاتا ہے اور شادی کے وقت اُس کا خیال رکھا جاتا ہے۔ آپس میں رشتہ داروں کی شادی کے قواعد بالکل ہندووانی ہیں۔ نکاح کی رسم ادا ہونے کے بعد پنڈت اُسے مضبوط کرنے کے لئے بلایا جاتا ہے اور نیز بچوں کے نام رکھنے میں پنڈت سے مشورہ کیا جاتا ہے +

ہندو کے اس خیال کی موت سے ناپاکی پیدا ہوتی ہے بہت سختی سے پابندی کیجاتی ہے گھر میں دو تین روز تک کھانا نہیں پکایا جاتا۔ اور دوست یا عزیز جو دوسرے مکانات میں رہتے ہیں۔ اپنے گھر سے کھانا پکوا کر لاتے ہیں +

کپڑوں کا ایک جوڑہ تیار کرتے کسی مُلّا کی نذر کیا جاتا ہے۔ اور موت کے بعد چالیس روز تک لحد پر چراغ جلایا جاتا ہے۔ بعض مثالیں ایسی بھی موجود ہیں کہ اسلام کے مقررہ طریقوں میں۔ ہندوؤں کے میل جول کی وجہ سے ایک بڑا فرق پیدا ہو گیا ہے +

شب برات ایک تہوار ہے جو شعبان کی چودہویں شب کو ہوتا ہے اور جس میں خدا اور تمام پیغمبروں اور اون کی اولاد کے نام پر غربا کو خیرات دیجاتی ہے +

ہندوستان کے مسلمانوں نے اس دائرہ کو بہت وسیع کر دیا ہے اور یہ سمجھتے ہیں کہ اس خیرات سے اُن کے خاندان کی تمام متوفی لوگوں کی روحوں کو ثواب پہنچتا ہے اور بعض لوگوں کا تو یہاں تک عقیدہ ہے کہ اگر یہ رسم ادا نہ کی گئی تو روحوں کو بہشت میں گھسنے کی اجازت نہ ملے گی اور اون پر عذاب ہوگا +

شادی بیوگان اگرچہ خیالی طور پر جائز رکھی گئی ہے لیکن در اصل عام رائے اُس کے خلاف ہے گو مسٹر ولبر سینیر کی اوس نصیحت سے جو اوہنوں نے اپنے بیٹے کو کی تھی۔ عام خیالات کا ایک صاف عکس ہمارے دل پر پڑتا ہو لیکن غالباً ایسا ہوا ہے کہ ہندوؤں میں شادی بیوگان کی راہ مسدود ہونے کا ایک بڑا اثر مسلمانوں پر بھی پڑا ہے +

اس کے علاوہ بہت سے امور ہیں مثل آپس کی شادی۔ حقہ اور خورد و نوش جس میں ہندوؤں کا اثر مسلمانوں پر نمایاں طور سے پڑا ہے +

میرے اجلاس میں ایک مرتبہ ایک فوجداری کے مقدمہ میں ایک مسلمان گواہ کو جس کے بہت سخت چوٹ لگی تھی۔ گواہی دینے کی حالت میں غش آگیا اور جب پانی منگوایا گیا تو اس نے پینے سے اس سبب سے انکار کیا کہ شاید یہ گلاس کافر کے منہ سے چھو گیا ہو۔ مرحوم سر سید احمد خاں نے مجھ سے کہا تھا کہ "ابتدائی جوانی میں میں نے ایک مرتبہ یہ خیالات ظاہر کئے تھے کہ عیسائیوں کے ساتھ اُس وقت تک کھانا کھانے میں کچھ ہرج نہیں جب تک اوس کے دستر خوان پر ناجائز چیزیں نہ ہوں۔ اور اوس پر لوگوں نے مجھ پر نہایت سخت حملے کئے۔ اور اب بھی گو اعلیٰ تعلیمیافتہ مسلمان اس سختی کو نہیں برتتے تاہم ایسے لوگوں کی تعداد کچھ کم نہیں ہے جو یورپین سے مصافحہ کرنے کے بعد اپنے ہاتھ دھو ڈالتے ہیں" +

یہ تمام رواج دیگر ممالک اسلامی کے بالکل خلاف ہیں کیونکہ ایران میں میں نے اپنے میزبان کے ساتھ ایک ہی رکابی میں اپنی انگلیوں سے کھانا کھایا ہے اور میں اون کے حقہ کے دور اور وہ میرے سگار کے دور میں یکساں شریک ہوئے +

مختلف فرقے اس صوبہ میں مسلمانوں کے بڑے بڑے فرقے دو ہیں۔ اول سنی جن کی تعداد ۶۲ لاکھ ۳۰ ہزار ۷ سو ۴۶ ہے دوم شیعہ جنکی تعداد ایک لاکھ ۹۰ ہزار ۲ سو ۸ ہے انکے علاوہ ۴۴ ہزار ۲ سو ۲۰ بھنگی ہیں جنہوں نے باوجود مسلمان ہونے کے یہ لکھوایا ہے کہ ہم لال بیگی کی پرستش کرتے ہیں +

اگر ہم ایک ہزار مسلمان لیں تو اُس میں سے

۹۳۹۰۰ سُنی ۲۷ شیعہ ۱۰ لاکھ بیگی کی پرستش کرنیوالے اور ایک وہابی نکلیگا +

کل ۶۰ لاکھ ۱۳ ہزار ۳۶۳ مسلمانوں میں سے ۵ ہزار ۹۳۹۹ یہ نہیں بتا سکے کہ وہ کس فرقہ کے ہیں ان کے علاوہ ۶۳ ہزار ۷۹۳ ایسے ہیں جو اپنے فرقہ سے واقف نہیں تھے بجائے فرقہ کے کسی مسلمان بزرگ کا نام لکھوا دیا +

شیعہ اور سنیوں میں جو اختلافات ہیں اُن میں سے بڑا یہ ہے کہ اول الذکر حضرت عمرؓ عثمانؓ اور ابوبکرؓ کو خلیفہ رسول نہیں مانتے اور محرم کے زمانہ میں ان کا غصہ یہاں تک بڑھ جاتا ہے کہ اُن کو گالیاں دیتے ہیں۔ جس کا نام تبرا ہے +

در اصل محرم کو شیعہ لوگ مانتے ہیں اور حضرت امام حسنؓ اور حسینؓ کے مزاروں کی شکل کاغذ اور لکڑی کی بناکر سڑکوں پر نکالتے ہیں لیکن ادنی درجہ کے سُنی بھی عام طور پر اسمیں شریک ہوتے ہیں +

نماز پڑھنے میں سنی اپنے ہاتھ سامنے باندھتے ہیں اور شیعہ اون کو کھلا رکھتے ہیں.......... اور ان میں بجائے مولود شریف کے مجلس عزا ہوتی ہے۔ چنانچہ اس کا ذکر پہلے بھی آچکا ہے۔

اس ملک میں شیعہ بہ نسبت سنیوں کے مزاروں کی زیارت کے لئے کم جاتے ہیں۔ لیکن ایسے مقامات پر نماز پڑھنا بہتر سمجھتے ہیں جہاں حضرت امام حسنؓ اور حسینؓ کی نقلی مقبرے بنے ہوں +

شیعوں کی اصلی زیارت گاہ کربلائے معلی ہے جہاں ان دونوں شہیدوں کے مزار ہیں۔ اس کے علاوہ حضرت امام رضا کا مزار مشہد میں ہے۔ مگر خاص کر دشوار گزار راستہ کے سبب سے لوگ وہاں نہیں جاتے۔ نہ اُس سے اچھی طرح واقف ہیں بحالت مجموعی شیعہ سنیوں سے زیادہ تعلیم یافتہ ہیں اور اُس کی وجہ سوائے اسکے کچھ نہیں۔ کہ ثانی الذکر فرقہ تعداد میں بہت کثیر ہے اور اس سے مختلف ہونے کے لئے بعض اصولوں کی واقفیت کی خاص ضرورت ہے جو عام لوگ نہیں جانتے +

اگرچہ میرے خیال میں قرآن شریف میں کوئی اس قسم کی اجازت نہیں مگر بعض علماء اسلام نے لکھا ہے کہ کسی ناکردہ گناہ سے جان بچانے کے لئے دانستہ جھوٹ بول دینا جائز ہے۔ شیعہ علماء نے اُس کو اور زیادہ وسعت دی ہے اور وہ کہتے ہیں کہ اپنے آپ کو ذلت سے بچانے یا کوئی دنیاوی فائدہ حاصل کرنے کے لئے بھی جھوٹ بول لینا جائز ہے۔ اس اصول کا نام تقیہ ہے جسکے اصلی معنے خوف خدا یا ڈر کے ہیں اور اب "زہد آمیز مکاری" یا حیلہ" بازی" کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے +

فرقہ احمدیہ ۷۹۰۳۴ آدمیوں نے اپنے نام کے ساتھ احمدیہ فرقہ لکھوایا ہے فرقہ احمدیہ اس فرقہ کا نام ہے جو قادیاں ضلع گورداسپور کے ایک مُلّا غلام احمد نے ایجاد کیا ہے + نومبر ۱۹۰۰ء میں ایک اعلان کے ذریعہ سے انہوں نے حسب ذیل دعوے کیا تھا۔ دُنیا میں دو بڑے مذہبی طریقے ہیں۔ جن میں ایک ہی خدا مانا جاتا ہے۔

اول وہ طریقہ جو حضرت موسےٰ سے شروع ہوا اور حضرت عیسےٰ نے اوسے مکمل کیا +

دوسرا وہ طریقہ جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے شروع ہوا اور جسے غلام احمد تکمیل کریں گے + پس اس شخص کا دعوٰی ہے کہ مجھکو عیسےٰ کی مانند سمجھنا چاہیئے۔ مگر اس کے ساتھ ہی نہ یہ مانتا ہے کہ حضرت عیسےٰ خدا انسان کی شکل میں تھے اور نہ وہ اپنی نسبت اس قسم کا دعوٰی کرتا ہے۔ حضرت عیسےٰ اور غلام احمد میں چار حالتیں یکساں بتائی جاتی ہیں (۱) حضرت موسیٰ کا طریقہ مذہب ایک پیغمبر کے آنے پر جو اون سے چودھویں صدی کے بعد پیدا ہوئے ختم ہوگیا + اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تشریف لائے ہوئے بھی چودہ سو برس کا عرصہ ہوا +

(۲) حضرت عیسیٰ کی پیدائش کے حالات سے یہ نتیجہ نکالا گیا ہے کہ وہ باپ کی طرف سے اسرائیل نہیں تھے اور غلام احمد بھی محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد سے نہیں ہیں +

(۳) حضرت عیسےٰ نے اگر دُنیا میں امن و امان پھیلایا اور غلام احمد بھی جہاد یا مذہبی جنگ کے خلاف ہیں + (۴) حضرت عیسےٰ ایک ایسی قوم کی سلطنت میں پیدا ہوئے جو یہود نہیں تھے یعنی رومی اور یہ [illegible] [illegible] اس نئے پیغمبر اور اس کے پیروؤں کے عقاید عام سنیوں کے اعتقادات سے کچھ زیادہ مختلف نہیں ہیں +

یہ نیا پیغمبر قرآن کو اُسی طرح تمام علوم کا مخزن بتاتا ہے جیسے آریہ ویدوں کو بتاتے ہیں اُس کے خیال کے موافق قیامت قریب ہے اور قرآن میں جو نشانیاں بتائی گئی ہیں اون کی تاویلیں اس طرح کی جاتی ہیں +

نہریں نکلنے کے سبب سے دریا خشک ہوتے جارہے ہیں۔ بچہ دار اونٹنیاں حقارت سے دیکھی جاتی ہیں۔ کیونکہ لوگ نہایت تیزی کے ساتھ ریل پر سفر کر سکتے ہیں۔

اگرچہ یہ مُلّا مذہبی جنگ کے خلاف ہے مگر عیسائیت ہندو مذہب۔ شیعہ مذہب اور انگریزی تعلیم کی تحریک جس کا مرکز علیگڈھ ہے۔ سختی سے مخالفت کرتا ہے +

رفتار زمانہ کا اثر اعلیٰ تعلیم کے پھیلنے سے جبکہ ہندو دو نئیں برہمن اپنے مذہبی اثر کو گھٹتا ہوا دیکھ کر اسے قایم رکھنے اور بڑھانے کی کوشش کر رہے ہیں تعلیم یافتہ مسلمان مذہبی زندگی پر گہرا رنگ چڑھانے اور اوس کو درست کرنیکی سعی میں ہیں۔ شہروں میں قریب قریب ہر مسجد میں مدرسہ ہوتا ہے جہاں مذہب کی ابتدائی تعلیم دیجاتی ہے اور گاؤں میں بھی گردو کرنیوالے مولوی مقررہ اوقات پر جاتے اور وہاں کے باشندوں کو مذہبی امور کی تلقین کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ ایک آسانی اور خوبی اور ہے اور وہ یہ ہے کہ چھوٹے چھوٹے کم قیمت رسالے شایع کئے جاتے ہیں۔ جنمیں نماز عربی زبانمیں اور اوس کے معنے اور پڑھنے کے طریقے سلیس اردو میں لکھے ہوتے ہیں +

قرآن شریف بھی تمام وکمال اردو میں ترجمہ ہوگیا ہے گو ابھی یہ نہیں کہا جاسکتا کہ یہ ترجمہ عام پسند ہے مگر اسمیں شک نہیں کہ اس کے سبب سے مسلمانوں کی عام جماعت مذہب کے اصلی اور ضروری اصولوں سے آسانی کے ساتھ آگاہ ہوجائے گی۔ اس صوبہ میں اعلیٰ طبقہ کے مسلمانوں میں دو بڑی تحریکیں اس زمانہ میں ہو رہی ہیں۔ سر سید احمد خان نے جو کالج علیگڈھ میں قایم کیا ہے اس کا اثر ہر سال چند نوجوانوں کو اعلیٰ تعلیم یافتہ بنادینے سے کہیں زیادہ بڑھا ہوا ہے وہ ہندوستان میں اوس ترقی کرنے والی پارٹی کا مرکز خیال کیا جاتا ہے۔ جو جہالت آمیز تعصب کا مخالف ہے اور جو عربی زبان کی بہت سی خوبیاں اور عمدگیاں تسلیم کرنے کے ساتھ ہی یہ سمجھتی ہے۔ کہ موجودہ ضروریات کے لئے وہ بالکل ناکافی ہے۔ اس اصلاح کی تحریک نے لوگوں کو سر سید احمد خان کا بہت مخالف بنا دیا اور اونہوں نے زور شور سے اونکی تکفیر کی۔ اُن کی پارٹی کا مضحکہ اوڑانے کے لئے نیچری نام رکھا گیا۔ جس کی اصلیت یہ ہے کہ سائنس کے ایک رسالہ سے جسکا نام نیچر تھا۔ سر سید احمد خان اپنے اخبار تہذیب الاخلاق میں اقتباس کرکے ترجمہ شایع کیا کرتے تھے پچھلے دس سال کے عرصہ میں ایک نئی جماعت مسلمانوں میں اور قایم ہوئی ہے۔ جس کا نام ندوۃ العلماء ہے مسلمانوں کی مذہبی زندگی اور طرز تمدن میں اصلاح کرنے کیلئے مختلف مقامات پر اس کے سالانہ جلسے ہوتے ہیں۔ اس کا مقصد مسلمانوں کو پچھلی حالت پر ڈالیں لیجانا ہے کیونکہ گو وہ صاف اور پورے طور پر علوم جدیدہ کی مخالفت نہیں کرتی۔ اس کا مقصد اصلی عربی زبان کا پھیلانا ہے۔ اس جماعت کا دوسرا بڑا مقصد اسلام کے مختلف فرقوں کو یکجا کرنا اور سنی اور شیعوں میں باہمی اختلافات مٹا کر اتحاد پیدا کرنا ہے۔ مگر اس پر کوئی راضی نہیں ہوتا۔

ذیل کے نقشہ سے معلوم ہوگا کہ مسلمانوں کی مختلف جماعتیں مختلف گناہوں کو مذہب کے پیمانہ سے کسقدر کم معیوب سمجھتی ہیں لیکن اس نقشہ سے یہ نتیجہ نکالنا محض غلط ہوگا کہ جو گناہ کم معیوب سمجھے جاتے ہیں وہ قوم میں کثرت سے مروج ہیں میرے خیال میں اکثر ایسا ہوتا ہے۔ کہ لوگ ایک کام کو کرتے ہیں اور دوسروں کے سامنے یا خود تنہائی میں اسکی برائی کرتے ہیں مندرجہ ذیل اعداد کو ممکن ہے کہ بعض صاحب محض خیالی بات سمجھیں مگر میرے نزدیک یہ قریب قریب صحیح ہیں اور ان سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ مختلف گناہوں کو مختلف جماعتیں کہاں تک معیوب سمجھتی ہیں

گناہ	[illegible]	مسلمانوں کی مختلف جماعتیں ان گناہوں کو مذہب کے کسقدر کم معیوب سمجھتی ہیں: پکے مذہبی	امراء	عام لوگ	انگریزی تعلیم یافتہ
ترک نماز	۱۰۰	۹۹	۳۰	۶۰	۱۰
ترک روزہ	۱۰۰	۹۹	۳۰	۴۰	۲۰
سور کا گوشت کھانا	۱۰۰	۱۰۰	۱۰۰	۱۰۰	۹۹
شراب خوری	۱۰۰	۱۰۰	۵۰	۸۰	۲۰
افیون کھانا	۱۰۰	۸۰	۹۰	۲۰	۱۰۰
چنڈو [illegible]	۱۰۰	۱۰۰	۸۰	۸۰	۱۰۰
سود لینا	۱۰۰	۹۹	۲۰	۲۰	۰
سود دینا	۱۰۰	۶۰	۰	۰	۰
جھوٹی گواہی دینا	۱۰۰	۹۵	۹۰	۱۰	۱۰۰
قرآن [illegible] توڑ دینا	۱۰۰	۱۰۰	۱۰۰	۱۰۰	غالباً کوئی [illegible]
رشوت لینا	۱۰۰	۹۰	۸۰	۲۰	۹۵
رشوت دینا	۱۰۰	۵۰	۵۰	۵	۹۵
رشتہ داروں [illegible] زناکاری	۱۰۰	۱۰۰	۱۰۰	۱۰۰	۱۰۰
غیر کی بی بی زناکاری	۱۰۰	۱۰۰	۸۰	۹۰	۹۵
[illegible]	۱۰۰	۱۰۰	۵۰	۹۰	۱۰۰
[illegible]	۱۰۰	۱۰۰	۲۰	۵۰	۹۵
[illegible]	۱۰۰	۱۰۰	۱۰۰	۵۰	۶۰
ایک سے زیادہ عورتوں سے شادی کرنا	۰	۲۰	۴۰	۹۰	۹۹
طلاق ؎	۰	۳۰	۹۹	۹۰	۱۰۰

؎ اگر کوئی شخص اسکے متعلق جو قیود مذہب نے رکھی ہیں انکا خیال نہ کرے تو سخت سزا کا مستوجب ہوتا ہے۔

؎ طلاق عام طور پر وحشیانہ حرکت سمجھی جاتی ہے ایک عورت جسکو طلاق دیجاتی ہے۔ ننگ خاندان سمجھی جاتی ہے۔ اور چونکہ شادی عزیزوں میں ہوتی ہے اسلیے دولہا اور دولہن دونوں کے خاندان کی ذلت طلاق سے ہوتی ہے۔ اسکے علاوہ کثیر تعداد مہر کی اور عورتوں کو دوبارہ عمدہ شوہر ملنے کی امید نہ ہونا طلاق کے روکنے کے دوسرے مفید ذریعے ہیں

عیسائیت کا تشبث بالحشیش

عیسائی مذہب کی ناکامی اور نامرادی نے اپنے مختلف پہلو بدلنے پر مجبور کیا ہوا ہے جب ہندوستان کی شریف قوموں میں کامیاب نہ ہوئے تو آخر چوہڑوں میں عیسائیت کے پھیلانے کی کوشش کی گئی پھر ہمیں یاد ہے کہ بمبئی میں ایک مڈ نائٹ مشن (آدھی رات کا مشن) قائم ہوا تھا کہ ذریعہ غالباً ان تاریک بازاروں میں کام کیا جاتا تھا جو حرامکاری کے لیے مخصوص تھے اور اب مدراس میں کوشش کی جارہی ہے کہ ناچنے گانیوالی عورتوں کو عیسائی بنائیں اور انکو اخلاقی حلقہ میں کھینچ لائیں۔ یہ ساری کوششیں عیسائیت کے ڈوبتے کو تنکے کا سہارا کافی ہے کی مصداق ہیں تاہم اگر عیسائی اس قوم میں بھی بشرطیکہ یہی مقصد ہو کامیاب ہو جائیں تو ایک حد تک مغتنمات ہیں لیکن مشکل تو یہ پڑی ہوئی ہے کہ نفس ناچ تو عیسائی ہو کر بھی بند نہ ہوگا عیسائیوں کو چاہئے کہ پہلے اپنے گھر میں بال وغیرہ کے مہذب ناچ کو بند کرنیکی کوشش کریں جسکے دیکھنے کو معمولی عیسائی سے لیکر مقدس بشپ تک جائز سمجھتے ہیں ہاں اگر ان ناچنے گانے والی عورتوں کے عیسائی بنانے سے یہ غرض ہے کہ چونکہ وہ اپنے پیشہ میں استاد اور طاق ہوتی ہیں اور عجیب و غریب مکر و حیل انھیں نوجوانوں کے پھانسنے کے یاد ہوتے ہیں تو کچھ شک نہیں کہ وہ مشنری ورک میں بڑی مدد و معاون ثابت ہوں گی۔ لیکن ہر حالت میں یہ کوشش عیسائیت کے لیے مفید اور موزون ثابت ہوتی نظر نہیں آتی۔

یسوع کی الوہیت کی دلیل نصاریٰ کے ہاتھ میں کیا ہے

دعوی الوہیت مسیح بے دلیل ہے

درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے یہ مقولہ انجیل کا تھا سرجوش اور دنیا میں حق اور باطل کا بڑا عجیب معیار ہے الوہیت کی شناخت تو آپکے کاموں سے ہونی چاہیے نہ کوئی خرق العادت کام اور خارق عادت قدرت کا ظاہر ہونا تو کجا ہے کہ ایک ممتاز اور حیرت انگیز اور کامل انسان آپکو ماننے کے لیے جگہ مل سکی۔ دنیا مسئلہ کی لاتوں اور مفتولیوں سے تو کسیکو کوئی ترجیح نہیں دلایا اور نہ بیہودہ لاف گزاف کوئی عظمت کا مستحق بنا سکی صلاحیت رکھتی ہے ہزاروں مجذوب سے کیا کچھ نہیں کہتے مثلاً خدا بنتے کرہ زمین کے مطلق العنان بادشاہ... بنتے اور کیا کیا بکتے ہیں مگر معیار عمل اور محک امتحان آخر دکھا دیتی ہے کہ پاگل ہیں یسوع کے منہ کے لاکھوں دعوی ہوں اور منہ کی باتوں سے وہ کیا کچھ نہ بنا ہو (اگرچہ ہم ملتے ہیں کہ بات بھی انکی کوئی خرق العادت نہیں یا بندی کا ناحق کھینچ تان کر بات کو کہیں سے کہیں لیجاتے ہیں) مگر کوئی عمل دکھائے اور وہ قوت سے کوئی نظیر لاوے کہ گردنیں خود بخود اسکے آگے جھک جائیں عقیدہ اور ذاتی مفروضات تو کوئی شے نہیں

یسوع ناکام رہا

یسوع اپنے مشن میں نامرادی کے پورے معنوں میں نامراد رہا ہے ذلت و شکست کے چند روز بسر کر کے آخر گمنام ہو جائے اور قوت قدسیہ اور منقلب القلوب ہونے کی یہ شان کہ وہ دوبارہ شخص جو ایمان لائے امتحان میں وہی فیل ہو جاتے ہیں اور تعلیم بھی ساری کی ساری خصوصاً وہ بے زمانہ مگر ناقابل عمل پہاڑی وعظ بھی حرفاً تالمود کی نقل ہو اور آپ کا کام (معجزات بھی) وہی توریت کے نبیوں کے کام یا انکی نقل ہوں اسپر بھی وہ قادر مطلق خدا اور رب یسوع مسیح اور جلال کے تخت کا شاہزادہ ہو۔

آنحضرت صلعم بے پیکے کامیاب ہوئے اور آپکی پر زور تحدی

اور پھر ہر معنوں میں کامیاب بامراد انسان جنکی کامیابی کا نظیر لانے سے تاریخ عالم بھی ساکت ہو وہ جسکو تو جبکہ وہ ناتوان بیکس اور بیچارہ و یتیم تھا اور ہر قسم کے استخفاف و استحقار قوم کا نشانہ بنا ہوا تھا بڑی حیرت انگیز تحدی سے دعوی کیا انی رسول الله الیکم جمیعا الذی له ملک السموات والارض یعنی میں تم سبکی طرف اس خدا کا بھیجا ہوا آیا ہوں کہ آسمان اور زمین کا مالک ہے ہمیں خدا نے سمجھا دیا کہ یقیناً آسمان میری تائید میں ہوگا اور طبقات سماوات سے جو جو زمین پر نازل ہوتی ہیں وہ سب میرے حق میں ہونگی اور میرے مخالف آسمان کی تقدیروں اور مصائب کا ہدف بنیں گے اور الارض یعنی اور بالذات اس سرزمین کی حکومت میرے قبضہ میں رہیگی اور میرے مخالف سطح زمین سے اٹھا دیے جائیں گے اور یہ دعوی کیا اقرأ باسم ربك الذی خلق خلق الانسان من علق اقرأ وربك الاكرم الذی علم بالقلم علم الانسان ما لم يعلم اسکے آخر میں یہ دعوی کیا فلیدع

گورداسپور کے مقدمات کی آئندہ تاریخ پیشی ۲۲ و ۲۳ و ۲۴ جون ۱۹۰۳ء مقرر ہوئی ہے (ایڈیٹر)

پیشگوئی کا فلسفہ

از حضرت مخدومنا مولانا مولوی عبد الکریم صاحب سلمہ ربہ

پیشگوئی ایسا سائنس ہے جسکی اصطلاحیں استعارات و کنایات ہوتی ہیں۔ ابہام و احتمال اور ذی الوجوہ ہونا اسکی ترکیب کا لازمہ ہوتا ہے۔ ایک شخص کی کشفی آنکھ عالم مثال میں معانی کی صورت کو مشاہدہ کر رہی ہے وہ اُن حقائق و کیفیات کو عالم محسوسات کے دائرہ نشینوں کے سامنے بیان کرتا ہے۔ اس لئے لامحالہ اُسے تمثیلوں اور استعاروں سے کام لینا پڑتا ہے۔ بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ خواب میں ایک شے از قبیل مادیات نظر آتی ہے اور تعبیر اُس کی کیفیات سے ہوتی ہے جیسے جناب ہادی کامل علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دکھایا گیا کہ آپنے اس قدر دودھ پیا کہ اسکی تری آپکے ناخنوں سے نکل پڑی اور اُس کا بقیہ آپنے جناب فاروق رضی اللہ عنہ کو دیا سو اسکی تاویل آپنے علم سے فرمائی۔ اور بعض دفعہ اشیاء مادیہ دکھائی جاتی ہیں لیکن تاویل وقوع کے وقت اُنکی صورت کو ادنیٰ مشابہت بھی اصل دکھائی گئی شے سے نہیں ہوتی بلکہ کلی مغائرت ہوتی ہے۔ اُسکی مثال جناب یوسف علیہ السلام کا خواب ہے جو ایام طفولیت میں اُنہیں دکھایا گیا کہ گیارہ ستارے اور چاند سورج اُن کے آگے ڈنڈوت کر رہے ہیں۔ ایک عرصہ دراز کے بعد اللہ تعالیٰ نے اُنہیں تخت مصر پر متمکن کیا اور قحط نے کنعان میں جناب یعقوب علیہ السلام اور اُنکی اولاد کو مجبور کیا کہ وہ عزیز مصر کے حضور جاکر رفع تکالیف کی التجا کریں۔ وہ گئے اور بادشاہ کے بارعب تخت کے سامنے بیٹے گیارہ بیٹوں سمیت بڑے ادب سے مجرا بجا لائے۔ اور اُسوقت جناب یوسف نے نہایت خوشی سے وجد میں آکر کہا هٰذا تاویل رؤیای من قبل قد جعلها ربی حقا۔

شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے تذکرہ میں آپکا ایک دلچسپ خواب لکھا ہے جو ہمارے بیان کی پوری تائید کرتا ہے

ولما دخل بجایۃ فی رمضان سنۃ ۵۹۷ قال رایت لیلۃ فی المنام انی نکحت نجوم السماء کلہا فما بقی منہا نجم الا نکحتہ بلذۃ عظیمۃ روحانیۃ ثم لما کملت نکاح النجوم اعطیت الحروف فنکحتہا فعرضت رؤیای ہذہ علی من عرضہا علی رجل عارف بالرؤیا بصیر بہا وقلت للذی عرضتہا علیہ لا تذکرنی فلما ذکر لہ الرؤیا استعظمہا وقال ہذا ہو البحر الذی لا یدرک قعرہ صاحب ہذہ الرؤیا یفتح لہ من علوم العلویۃ وعلوم الاسرار وخواص الکواکب ما لا یکون فیہ احد من اہل زمانہ۔

(اور جب ۵۹۷ھ میں حضرت شیخ صاحب بجایہ میں وارد ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ اُسی رات میں نے دیکھا کہ میں نے آسمان کے سارے ستاروں کی مجامعت کی کوئی ستارہ باقی نہ رہا جس سے بڑی عالی لذت کے ساتھ میں نے جماع نہ کیا جب یہ معاملہ ختم ہوا تب میرے سامنے حروف پیش کئے گئے اور میں نے اُن سے جماع کیا۔ میں نے یہ رویا ایک شخص کو سنائی اور وہ ایسے شخص کے آگے پیش کی جو علم التعبیر کا عالم اور عارف تھا۔ میں نے اُسے یہ بھی کہہ رکھا تھا کہ دیکھنا میرا نام نہ لینا کہ یہ فلاں شخص کی رویا ہے۔ اُس عالم آدمی نے اس خواب کو سنکر بہت ہی گرامی قدر سمجھا اور کہا یہ ایسا سمندر ہے جسکی تہ تک کوئی پہونچ نہیں سکتا۔ اس خواب والے شخص پر آسمانی علوم۔ اسرار کے علوم۔ اور ستاروں کے خواص کھولے جائینگے اور یہ رتبہ اسکے ہمعصروں سے کسی کو بھی میسر نہ ہوگا۔)

اتنی دور جانے کی کیا ضرورت ہے اللہ تعالیٰ نے انسانی فطرت میں یہ مادہ رکھا ہے۔ ہر ایک انسان کے پاس سب سے بڑھکر یقین کرنے کی کافی وجوہات ہیں کہ عالم خواب ایک عجیب عالم ہوتا ہے جو سراسر تمثیلات۔ استعارات اور کنایات اور تشبیہات سے بھرا ہوتا ہے۔ دکھایا کچھ جاتا ہے اور وقوع میں کچھ آتا ہے۔ بقدر استعداد کے کم و بیش ہر ایک انسان صحیح خواب دیکھنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ اتنی درست ہے کہ اس لطیف سائنس سے بہت تھوڑے واقف ہوتے ہیں۔ مگر عدم واقفیت سے کسی شے کا محض بطلان لازم نہیں آتا۔ ہر شاخ علم کا دنیا میں یہی حال ہے۔ الناس اعداء ما جہلوا نہایت درست قول ہے۔ اللہ تعالیٰ نے نبوت کی صداقتوں کے اثبات کے لئے اور اقلاً انبیاء کے عجائب احوال کے روبرو سر تسلیم خم کرانے کے لئے فطرت انسانی میں خواب کا عالم ودیعت رکھ دیا ہے۔

یہی قوی دلیل ہے جسکی راہنمائی کی مدد سے سلیم الفطرت انسان نے انبیاء علیہم السلام کی رویاء و مکاشفات کو تسلیم کیا ہے۔ کسی پر یہ حالت وارد ہو نہ ہو مگر اُس نے اسی قانون قدرت کے موافق اور ممکن الوقوع ضرور مانا ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ رویائے صالحہ بھی اجزائے نبوت سے ہے۔ چنانچہ حضرت صدیقہ مطہرہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ اول ما بدء بہ صلی اللہ علیہ وسلم من الوحی الرؤیا الصالحۃ فی النوم فکان لا یری رؤیا الا جاءت مثل فلق الصبح یعنے آنحضرت صلعم کی وحی کی ابتداء یوں ہوئی کہ آپ کو پہلے خواب میں ٹھیک ٹھیک رویا دکھائی دینے لگی ہر ایک رویا کی تعبیر و تاویل روز روشن کی طرح واضح و آشکار ہوتی تھی۔ اب اس امر میں تو کچھ شبہ نہ رہا کہ رویا ضرور ایک واقعی عالم ہے اور اُس کے عجائبات و غرائبات کی کچھ انتہا نہیں۔ پیشگوئی میں بھی چونکہ یہی رویا کے سلسلے سے ہوتی ہے لا انتہا عجائبات مگر از قبیل بیان و نغزہ مندرج ہوتے ہیں۔ بلکہ بعض اوقات یہ بھی ضروری نہیں ہوتا کہ خود نبی یا ولی کو بھی جو صاحب الرویا ہے مفصلاً و محققاً اسکے مطالب و معانی پر اطلاع ہو۔ چنانچہ جناب یوسف صدیق علیہ السلام کو اس خواب کا ٹھیک ٹھیک ذائقہ تو اُسی وقت آیا جب اسکی حقیقی تاویل ظاہر ہوئی۔ اللہ تعالیٰ کی یہ عادت ہے کہ بعض اوقات اُن حوادث و وقائع کی جو اس عالم کون و فساد میں واقع ہونیوالی ہوتی ہیں۔ عالم مثال میں اجمالی صورت پیدا کر دیتا ہے اور اپنی ایک خاص حکمت کے اظہار کے لئے اپنے خاص بندوں کو مطلع فرما دیتا ہے۔ وہ لوگ سینکڑوں اور کبھی ہزاروں برس بعد وقوع ہونے والے واقعات کو عجیب عجیب استعارات کے پیرایہ میں بیان کر دیتے ہیں۔

یہ کہنا کہ پیشگوئیوں کے الفاظ اپنے ظاہری معنوں پر محمول ہونے چاہئیں سخت جہالت کی بات ہے کتب سماوی پر نظر ڈالنے سے صاف کھل جاتا ہے کہ انبیاء سابقین کن کن پیرایوں میں پیشگوئیاں بیان کرتے تھے۔ چونکہ اب تو اکثر انکی پیشگوئیاں ظہور میں آچکی ہیں اسلئے اُنکے مصداق و تاویلات کے ساتھ مقابلہ کرنے سے ہماری بھائی اہل اسلام کو جو اپنی کوتہ حوصلگی سے کتب سابقہ کیطرف آنکھ اُٹھاکر دیکھنا گوارا نہیں کرتے (اور حقیقت میں یہی باعث ہے کہ انہیں انبیاء کے طرز کلام سے کچھ بھی واقفیت نہیں اور قرآن کریم کے اکثر قصص و ایام کی حقایق سے محض ناآشنا ہیں) کوئی ہی دقت نہ رہے گی۔

(۱) حضرت یسعیا نبی علیہ السلام اپنی درماندہ اور شکستہ حال قوم کو تسلی دیتے وقت یہ پیشگوئی فرماتے ہیں۔ "وہ تیرے مردے جی اُٹھینگے۔ انکی لاشیں اُٹھ کھڑی ہونگی۔ تم جو خاک میں بسے ہو جاگو اور گاؤ کیونکہ تیری اوس اُس اوس کی مانند ہے جو نباتات پر پڑتی اور زمین مردوں کو نکال ڈالے گی" ۔ باب ۲۶

ہمارے ظاہر پرست اور تقلید احادیث کا دعویٰ کرنے والے نشان زدہ فقرات پر غور کریں کیا اُن سے وہی حقیقت مراد ہے جو ظاہر الفاظ سے نکلتی ہے؟

(۲) الف۔ ہاں بادشاہوں کی چھاتی سے دودھ چوسے گی۔

(ب) آگے تیری روشنی دن کو سورج سے نہ ہوگی اور رات کو تیری چاندنی چاند سے نہ ہوگی بلکہ خداوند تیرا ابدی نور اور تیرا خدا تیرا جلال ہوگا۔

(ج) تیرا سورج پھر کبھی نہ ڈھلے گا۔ اور تیرے چاند کا

زوال نہ ہوگا (باب ۶۰)

ہمارے عزیز نیک طبع اصحاب ظاہر پرست غور کریں اور نمبر (۱) والی پیشگوئی پر گہری نگاہ ڈالیں کہ کیا واقعی سورج کا ڈوبنا اور چاند کا زوال نہ ہونا اپنے ظاہر پر حمل کیا جاویگا یا انکی حقیقت کچھ اور ہے۔

(۳) اُسوقت بھیڑیا برّہ کے ساتھ رہے گا اور چیتا حلوان کے ساتھ بیٹھے گا اور بچھیا شیر بچے اور پالا ہوا بیل ملے جُلے رہیں گے۔ اور ننھا بچہ انکی پیش روی کریگا۔ گائے اور رِیچھنی مِل کے چریں گی اُن کے بچے مل جُلے بیٹھیں گے اور شیر ببر بیل کی طرح بھوسا کھاوے گا۔ اور دودھ پیتا لڑکا جو کہ دودھ چھڑایا گیا ہوگا کالے سانپ کی بانبی میں ہاتھ ڈالے گا (یسعیا باب ۱۱–۶–۸)

ہم نہیں سمجھتے کہ ہمارے علماء جنہوں نے بڑی شان و شوکت سے اہل الحق و التحقیق کا نام مزین رکھا ہوا ہے ان الفاظ کے کیا معنی قرار دینگے۔ وہ یاد رکھیں کہ ایک عالم ان پیشگوئیوں کو حق مانتا چلا آیا ہے مگر کیا کسی نے ان الفاظ کے ظاہری معنی لینے کی جرأت کی ہے؟ اور کر کیونکر سکتا ہے؟ قدرت کا قانون اُسے صاف جھٹلانے کو تیار ہے۔

غرض پیشگوئی سربستہ راز اور معما ہوتی ہے اس کا حل و انکشافات بجز اہل کشف و الہام کے اور کوئی کیا کر سکتا ہے؟ بعینہٖ جیسے خواب کی تاویل سوائے اہل بصیرت کے دوسرے پر کھل نہیں سکتی۔ اور عوام بلکہ اس زمانہ کے بعض خواص علوم مغربی کی کورانہ تقلید کے باعث عالم رؤیا اور پیشگوئی کو خواب پریشان اور بے حقیقت محض کہکر ٹھٹھے میں اُڑاتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ انہیں فہم عطا فرمائے اور انہیں توفیق دے کہ اہل اللہ کی صحبت اختیار کریں۔

ہمارے ہادی علیہ الصلوٰۃ و السلام نے جو پیشگوئی مثیل مسیح کی نسبت فرمائی ہے اور جسے استعارہ کے طور پر ابن مریم کرکے کہا گیا ہے ہمارے علماء اندھی اونٹنی کی طرح اسکی معانی کی تشریحات کے میدان میں سرگردان ہو رہے ہیں۔ اگر وہ ذرا بھی غور کرتے تو ابن مریم کا لفظ انکی راہ میں ٹھوکر کا پتھر نہ بن جاتا۔ کامل نسبت اور شدید مشابہت ظاہر کرنے کے لئے صاحب رؤیا (علیہ الصلوٰۃ و السلام) حرف تشبیہ کو اُڑا کر صرف مشبہ بہ کے ذکر پر اکتفا فرماتا ہے۔

بایں معنے کہ وہ آنیوالا شخص سیرت میں ایسا تام و کامل ابن مریم سے ہوگا کہ گویا خود ابن مریم ہی ہوگا نہایت صاف بات ہے۔ معلوم نہیں اس میں کیا غرابت ہے؟ اصل یہ ہے کہ انہیں اس اعتقاد نے کہ حضرت مسیح علیہ السلام بعینہٖ جسد زندہ آسمان پر اُٹھائے گئے اور پھر وہی بذات خاص تشریف لاویں گے۔ حقایق کے فہم سے معطل کر دیا ہے۔ ہمیں بالکل فضول اور محض غیر ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اس امر پر لمبی بحث چھیڑیں۔ اب ایسی بلاہت اور کور خردی کا وقت نہیں ہے کہ تعلیم یافتہ قوم اس بے ثبوت بات پر

کچھ بھی توجہ کرے معلوم نہیں کہ شیعوں کے امام مہدی کیطرح جو محض معطل ہاتھ پہ ہاتھ دھرے کسی غار میں بیٹھے ہیں۔ ہمارے ان علما کا خیالی مسیحا بھی کہاں آسمان پر بٹھا کیا گیا ہے اور برسوں ہو گئے صفت نبوت سے کچھ بھی کام نہیں لیتا۔ اُمت محمدی لاانتہا فتن و مصائب میں مبتلا ہوئی۔ بیسیوں رستخیزیں اس پر نازل ہوئیں اس کے سکھوں کے ہاتھوں صلحا و علما قتل کئے گئے۔ شہر پہ شہر ان سے چھینے گئے۔ رہا سہا دین تھا سو وہ بھی لٹ گیا ہے تباہی بغداد کے اُس خطرناک ہنگامے کے غوغائے عظیم سے بھی جس میں عالموں عاملوں۔ زاہدوں۔ بڈھوں جوانوں۔ یتیموں۔ بیواؤں کی شور و شیون نے قیامت کی تاثیر پیدا کر دی تھی۔ انکی آہوں کے تیر آسمانوں کو چیر کہیں کے کہیں نکل گئے تھے مگر حضرت مسیح نہ جاگنے تھے نہ جاگے!!!

انکی عقلوں پر معلوم نہیں کیا پتھر پڑ گئے ہیں کہ آریوں کی طرح خدا کو محدود ارواح کا خالق اعتقاد کر رکھا ہے۔ انکے نزدیک اور کسی روح جدید کے پیدا کرنے پر وہ قادر نہیں۔ گو انہوں نے مہربانی کرکے اتنی رعایت ضرور کی کہ اُس طرح اور اُن معنوں میں تناسخ کے قائل نہ ہوئے مگر ایک دوسری طرز میں کام وہی کیا۔ ارے بھائیو سوچو خدا تمہیں سمجھ عطا کرے! اللہ تعالےٰ کو کیا ضرورت ہے کہ ایک شخص کو اتنی مدت تک کسی کام کے لئے محفوظ (بیکار) رکھ چھوڑا ہے

اُس خاصیت اور قابلیت کا کوئی اور انسان وہ خلق نہیں کر سکتا؟ اگر اُسکی حکمت کو ایسا تقاضا ہوتا اور اُسکی عادت یوں جاری ہوتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل و اکمل اس غرض سے سرانجام کے لئے اور کون ہو سکتا تھا جنہوں نے اپنی پہلی زندگی میں ہی دکھا دیا کہ دنیا میں وہ بڑے بڑے کام کرنے کی کامل صلاحیت رکھتے تھے اور انہوں نے ہزاروں خوق العادۃ کام کر بھی دکھائے حضرت مسیح نے اپنی پہلی زندگی میں کیا کیا کہ پھر انہیں دوبارہ دنیا میں آنے کی خاطر محفوظ اور آمادہ رکھا جاتا!!! تعالیٰ شانہٗ عما یقولون علوًّا کبیرًا۔

ہمیں ارمان ہی لگا رہتا ہے کہ کاش ہمارے اُس سردار کو (صلی اللہ علیہ وسلم) دو تین سو برس کی نہ سہی کوئی سو ہی برس کی زندگی مل جاتی نہیں تو انکے ارشد جانشین حضرت فاروق کو ہی کوئی اور دس بیس برس کی مہلت عطا ہوتی کہ شاید اور بڑے بڑے کام اُنکے عہد میں آتے۔ یہاں تو خداوندی امر نے ایک ساعت کے لئے بھی دم نہ لینے دیا حالانکہ ثابت ہو چکا ہے کہ وہ کام کے آدمی تھے مگر تعجب ہے اور سخت حیرت ہے کہ ایک بیکار انسان کو سینکڑوں برس کی درازی زندگی دی ہے اور پھر بے فائدہ!

یہ عجب مغالطہ ہے کہ سلف سے کوئی اس طرف نہیں گیا۔ ہم نے جہانتک اس قول پر غور کی ہے ہماری سمجھ میں اسکا کبھی بھی کچھ مفہوم نہیں آیا۔ گذشتہ ائمہ کیا عالم الغیب تھے؟ کیا ہر قسم کی نئی نئی پیدا ہونیوالی تحقیقات اور متجدد ضروریات کا اسوقت انکو اجمالی یا تفصیلی علم تھا؟ ہمارے نزدیک ایسا دعویٰ کرنا سراسر قانون قدرت کے خلاف ہے۔ اللہ تعالیٰ کا قانون قدرت ہر ایک کے سامنے کھلا ہوا ہے۔ ایام قدیم کے حکما و موجدین کو کیوں ایسے اسباب نہ مل گئے کہ وہ زمانہ حال یا استقبال کے حکما و موجدین کے لئے کوئی بھی ایجاد و اختراع باقی نہ چھوڑ جاتے اور پھر یکدفعہ ہی اپنے تمام موجودات و مکنونات اگل کر انکے آگے دھر دیتی۔ مگر عادت اللہ نے دکھا دیا ہے کہ ایسا نہ ہونا اس کے تقاضا و مشیت کے خلاف ہے اُس نے ایسا ہی مقدر کر رکھا ہے کہ ہر شے بتدریج اور اپنے وقت پر ظہور میں آتی ہے۔ جسطرح ہم دیکھتے ہیں کہ گو یہ وسیع کائنات ہر آنکھ کے سامنے کھلی ہوئی ہے مگر با ایں ہمہ ہر شخص علت و معلول۔ سبب و مسبب کے رشتہ سے آگاہ نہیں ہو سکتا۔ ہر ایک کا ذہن جزئیات سے کلیات کی جانب منتقل نہیں ہو سکتا۔ جسکا نتیجہ مشاہدہ میں عیاں ہے کہ ہر ایک شخص ایجاد و اختراع پر قادر نہیں ہو سکتا۔ لاکھوں کروڑوں جید عقلا گذر گئے اور اس عصر میں بھی موجود تھے مگر انجن کی ایجاد کا وہی فخر حکیم مطلق نے سٹیفن صاحب کو ہی بخشا۔ یہی حال تمام مخترعات کا ہے کہ ضرورت کیوقت خاص خاص شخصوں کو ملکات و مناسبتوں کے باعث خاص خاص ایجادوں کا الہام ہوتا رہا۔ بعینہٖ یہی حال اس کلام پاک کا ہے۔ قرآن کریم اس کائنات سے بھی زیادہ دقائق و خزائن اسرار سے بھرا ہوا ہے۔ وہ ظاہر اس کائنات کے ظاہری نظاروں کی طرح ہر عام و خاص کی آنکھ کے سامنے یکساں کھلا ہوا ہے۔ مگر اسی عادت اللہ کے موافق لاکھوں میں کوئی ایک ایسا مبعوث ہوتا ہے جسے اُسکے حقیقی مفسر ہونیکا استحقاق فخر حاصل ہوتا ہے اور اسطرح گو لاانتہا ایسے مفسر ہوتے چلے جائیں کلام الٰہی کے اسرار و معانی کا ذخیرہ خرچ ہو جانا قطعاً محالات سے ہے ما نفدت کلمات اللہ حق اور صدق ہے۔ اللہ تعالےٰ علیم و خبیر جس وقت اور زمانے میں اُس وقت کے تقاضے کے موافق جو راز اپنی قدرت کا ظاہر کرنا چاہتا ہے ایک بندے کو اپنے بندوں سے مشرف بالہام فرما دیتا ہے۔

یہ کہنا اگر بیہودہ اور لغو ہے کہ ہمارے سلف صالحین کو ریل کا۔ تار کا۔ ہر قسم کی موجودہ صنعتوں کا علم تھا حتی کہ وہ بعض اوقات بیلونوں میں بیٹھکر مکہ سے مدینہ کو اور مدینہ سے بیت المقدس کو جاتے تھے تو اس امر پر ضد و اصرار کرنا بھی ویسا ہی بالکل بے معنی اور قانون قدرت کے خلاف ہے کہ تمام ضروری علوم دینی اور اسرار و حکم اور تمام معارف و دقایق الٰہیہ پر انکو پورا احاطہ اور کامل وقوف تھا۔ (باقی آئندہ)

بیعت

اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰہِ وَالْفَتْحُ وَانْتَہٰی اَمْرُ الزَّمَانِ اِلَیْنَا اَلَیْسَ ھٰذَا بِالْحَقِّ

مولوی رحمت اللہ صاحب ۔ سہارنپور

محمد صادق صاحب ۔ گجرات ۔ عبد اللہ صاحب ۔ گجرات

مولوی حیات محمد صاحب ۔ میانہ گوندل ضلع شاہپور

چودھری اللہ دوھلیا صاحب ۔ سلار ۔ گوجرانوالہ

دائم الدین صاحب ۔ بہادر صاحب ۔ سیادہ صاحب

میاں کوڑا صاحب برچھ نمبر ۱۰ چک ۔ جھنگ

پیران بخش صاحب ۔ ۔

محمد حنیف صاحب ۔ چک بازید ۔ گورداسپور

غلام محمد صاحب ۔ سیالکوٹ مع اہلیہ

شاہ الدین صاحب ۔ ناگل پور ضلع ہوشیارپور

خدا داد خانصاحب ۔ اتاوہ

ابراہیم صاحب ۔ تکوروال ۔ انبالہ

فتح شاہ صاحب ۔ ۔

خدا بخش صاحب ۔ کوٹ مومن ۔ شاہ پور

علی بخش صاحب ۔ ماہل پور ۔ ہوشیارپور

نبی بخش صاحب ۔ اکبر علیصاحب ۔

مستری حسن محمد صاحب ۔ سیالکوٹ

اسد اللہ خانصاحب ۔ کریام ۔ جالندھر

شیخ منور علیصاحب ۔ جوکپور ۔ مراد آباد

محمد شہاب الدین صاحب ۔ میرٹھ

مستری اسمٰعیل صاحب ۔ مالیرکوٹلہ

حافظ اللہ دتا صاحب ۔

جان محمد صاحب ۔ پدھاری امرتسر

اسمٰعیل صاحب ۔ ۔

عائشہ بی بی بنت کمال صاحب ۔ بھاگو رہیں جالندھر

اہلیہ حاکم صاحب ۔ ستاریا صاحب ۔

احمد الدین صاحب ۔ تلونڈی رائے ۔ توجرانوالہ

عائشہ بی بی ۔ نواں پنڈ ۔ گورداسپور

سلطان بی بی ۔ مہتاب بی بی ۔

صاحب الدین صاحب ۔ جھنگ

عبید اللہ صاحب ۔ مالیرکوٹلہ

احمد صاحب ساکن بھاگو رائیں ضلع جالندھر

کالو صاحب ۔ موسیٰ صاحب احمد صاحب ولد

قائم صاحب ۔ اسمٰعیل صاحب ۔ گامو صاحب

والدہ موسیٰ صاحب ۔ احمد صاحب

برکت اللہ صاحب ۔ ابراہیم صاحب عنایت اللہ

صاحب ۔ فاطمہ بی بی ۔ عبد اللہ صاحب زوجہ اسمٰعیل

صاحب ۔ بحری صاحب ۔ فیروز صاحب ۔ عمر الدین صاحب

عبد اللہ صاحب ۔ اہلیہ احمد صاحب ۔ قمری بی بی

داتی بی بی ۔ فقیریا صاحب ۔ حاکم صاحب ۔

عبد اللہ صاحب ولد شیر خو صاحب ۔ اہلیہ گوہر صاحب

فقیریا صاحب ولد عمرا صاحب ۔ ۔

مولا بخش صاحب ۔ بھینی ضلع گورداسپور

دریام صاحب ۔ اللہ دین صاحب ۔

غلام صاحب ۔ نور الٰہی صاحب ۔ امیر بخش صاحب

جھنڈا صاحب ۔ علی احمد صاحب ۔ پیر اللہ دتا صاحب

فتح الدینصاحب ۔ قادیان

بہاء الدینصاحب ۔ ننگل ۔ قریب قادیان

اسمٰعیل صاحب ۔ ۔

نواب صاحب ۔ تلونڈی ۔

گلاب صاحب ۔ غلام محمد صاحب ۔

نور احمد صاحب ۔ رجوعہ گجرات

سلطان احمد صاحب ۔ غلام محمد صاحب ۔

امام الدین صاحب ۔

پیر محمد صاحب ۔ بھینی ۔ گورداسپور

قاسم علیصاحب ۔ عثمان پور ۔ سنگرور

کریم بخش صاحب ۔ ننگل قریب قادیان

محمد بخش صاحب ۔ کھنڈ گورداسپور

شہاب الدینصاحب ۔ ننگل قریب قادیان

میدن صاحب ۔

شیر محمد صاحب تلونڈی ۔

ابراہیم صاحب ۔ گھگیڑا صاحب

بھینا صاحب ۔ ہرسیاں ۔ گورداسپور

صدیق محمد صاحب ۔ رام بن ۔ کشتوار

عبد الصمد صاحب مع زوجہ و لڑکا ۔

عبد اللہ صاحب ۔ شیر علیوال ۔ راولپنڈی

نظام الدین صاحب ۔ ناگ ۔ امرتسر

کتھو صاحب ۔ چک نمبر ۱۴۲ ۔ چھچھر جیٹھی ۔ لائلپور

شاہ الدینصاحب ۔ تلونڈی قریب قادیان

مرزا محمد علی بیگ صاحب ۔ قادیان

اللہ محمد صاحب تلونڈی قریب ۔

عمر الدین صاحب ۔ نواں پنڈ ۔

گلاب صاحب ۔ ۔

علی بخش صاحب ۔ بہاء الدین صاحب ۔

عبد الحق صاحب قادیان ۔

کرم الدین صاحب ۔ بھیڑیں گورداسپور

دلدار صاحب ۔

حسن محمد صاحب تلونڈی ۔

امیرا صاحب ۔ ۔

دیوان احمد صاحب ۔ ۔

محمد سردار صاحب ۔ سیالکوٹ ۔

(میزان کل ۱۱۲)

مقدمات جہلم کی کارروائی

ناظرین ایک عرصہ سے مقدمات کے متعلق حالات معلوم کرنیکے خواہشمند ہیں اور ان مقدمات میں ہماری مصروفیت بجائے خود الحکم کی اشاعت کی توقف اور تعویق کا موجب ہو رہی ہے اسوقت تک جو کارروائی مقدمات کے متعلق ہو چکی ہے وہ مختصراً ہم ناظرین الحکم کی اطلاع کے لیے یہاں درج کرتے ہیں۔

یاد رہے کہ مولوی کرم الدین صاحب نے مولوی فقیر محمد ایڈیٹر سراج الاخبار جہلم پر ایک استغاثہ زیر دفعہ ۵۰۰، ۵۰۲ وغیرہ گورداسپور میں ایڈیٹر الحکم کیطرف سے دائر تھا دوسری نالش زیر دفعہ ۴۲۰ دغا کی جناب حکیم فضل دین صاحب کیطرف سے مولوی کرم الدینصاحب گورداسپور کی میں دائر تھی اولاً اس مقدمہ کے التوا کے لیے مختلف صورتیں پیش آئیں جن کا باعث فریق ثانی تھا۔ آخر فریق ثانی نے چیف کورٹ میں درخواست پیش کی کہ یہ مقدمات گورداسپور سے جہلم منتقل کیے جاویں مگر خدا تعالیٰ کے محض فضل سے چیف کورٹ کے ججوں نے فیصلہ کر دیا کہ یہ مقدمات گورداسپور ہی میں ہونگے منتقل نہیں ہو سکتے مقدمات کو جہلم منتقل کرانے کی فریق ثانی کی غرض ہماری مشکلات اور اخراجات کو بڑھانا تھا جسمیں خدا نے انکو کامیاب نہ ہونے دیا اب یہ مقدمات گورداسپور میں ۲۲ مئی ۱۹۰۳ء سے شروع ہو گئے ہیں۔ ان استغاثوں کے بالمقابل مولوی کرم الدینصاحب نے جہلم میں چار مقدمے حضرت حجۃ اللہ علیہ السلام اور حکیم فضل الدینصاحب مولوی عبد اللہ صاحب اور خاکسار ایڈیٹر الحکم کے خلاف دائر کیے تھے جو رائے سنسار چند صاحب کی عدالت سے پہلی ہی پیشی پر خارج ہو گئے تھے اسکے بعد ان مقدمات کی نگرانی مولوی کرم الدین صاحب نے سشن جج جہلم کی عدالت میں کی تھی جس کے لیے ۱۵ مئی ۱۹۰۳ء مقرر تھی۔ اسی تاریخ پر حکیم فضل الدینصاحب اور خاکسار ایڈیٹر الحکم اصالتاً پیش ہوئے اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مشہور پلیڈر خواجہ کمال الدینصاحب بی اے ایل ایل بی اور آپ کی دہنی بازو مولوی محمد علیصاحب ایم اے ایل ایل بی بطور وکیل پیش ہوئے اور حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود کیطرف سے علاوہ وکلاء مذکورہ مسٹر اورٹیل بیرسٹر ایٹ لاء پیروکار تھے مولوی کرم الدینصاحب کیطرف سے لالہ بھگوانداس صاحب اور منشی محمد دین صاحب وکلاء جہلم موجود تھے جنہوں نے اپنے موکل کے لیے ہر قسم کی تقریری جو رائے سنسار چند صاحب کی عدالت میں کی تھی جوابی تقریر مسٹر اورٹیل صاحب کیطرف سے ہوئی۔ آخر جج صاحب نے حکم دیا کہ ایک مہینہ پر فیصلہ سنا دیا جاویگا۔ یہانتک مقدمات جہلم کی کارروائی ہو چکی۔ مولوی کرم الدینصاحب نے

پہلے اللہ تعالیٰ کی صفات کاملہ کو بیان فرمایا ہے اس سے مخاطب کرکے کہا گیا ہے کہ ایاک نعبد یعنی صفات کاملہ والے خدا جو رب العالمین رحمٰن رحیم مالک یوم الدین ہے تیری ہی عبادت ہم کرتے ہیں۔ یہ چار صفات جامع الصفات کہلاتی ہیں معبودان باطلہ میں کہاں پائی جاتی ہیں جو لوگ پتھروں یا درختوں یا حیوانات اور چیزوں کی پرستش کرتے ہیں انہیں ان صفات کو ثابت نہیں کر سکتے +

اور اسی طرح ایاک نستعین میں ان لوگوں کا رد ہے جو دعا اور اس کی قبولیت کے منکر ہیں۔ اور اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم میں آجکل کے مولویوں کا رد ہے جو یہ مانتے ہیں کہ سب روحانی فیوض اور برکات ختم ہو گئے ہیں اور کسی کی محنت اور مجاہدہ کوئی مفید نتیجہ پیدا نہیں کر سکتا اور اون برکات اور ثمرات سے حصہ نہیں ملتا جو پہلے منعم علیہ گروہ کو ملتا ہے

یہ لوگ قرآن شریف کے فیوض کو اب گویا بے اثر مانتے ہیں اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی تاثیرات قدسی کے قائل نہیں۔ کیونکہ اگر اب ایک بھی آدمی اس قسم کا نہیں ہو سکتا جو منعم علیہ گروہ کے رنگ میں رنگین ہو سکے تو پھر اس دعا کے مانگنے سے فائدہ کیا ہوا؟ مگر نہیں یہ ان لوگوں کی غلطی اور سخت غلطی ہے جو ایسا یقین کر بیٹھے ہیں خدا تعالیٰ کے فیوض و برکات کا دروازہ اب بھی اسی طرح کھلا ہے لیکن وہ سارے فیوض اور برکات محض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے ملتے ہیں اور اگر کوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع کے بغیر یہ دعوے کرے کہ وہ روحانی برکات اور سماوی انوار سے حصہ پاتا ہے تو ایسا شخص جھوٹا اور کذاب ہے۔

سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی چند عبارتیں ایسی تھیں جو قرآن کے رنگ کی تھیں۔ مولوی عبد اللہ صاحب جنہوں نے اتباع سنت کیا ہے اور مجھے ان سے بہت محبت ہے ان کا مذہب توحید کا تھا وہ بدعات اور محدثات سے جدا رہتے تھے۔ وہ اُن عبارتوں کے متعلق کہتے ہیں کہ اگر یہ قرآن کے موافق ہیں تو اس کا کیا جواب دیں؟ تو فرماتے ہیں کہ ولیوں کے کرامات اور خوارق انبیاء علیہم السلام کے معجزات ہی کی طرح ہوتے ہیں۔ اس لئے یہ قرآن ہی کا معجزہ ہے۔ اصل یہی ہے کہ کامل اتباع سنت کے بعد جو خوارق ملتے ہیں وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم ہی کے خوارق ہیں اور اگر اب ان خوارق اور معجزات کا دروازہ بند ہو گیا ہے تو پھر معاذ اللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑی بھاری ہتک ہوگی +

یہ جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو فرمایا انا اعطیناک الکوثر یہ اس وقت کی بات ہے کہ ایک کافر نے کہا کہ آپ کی اولاد نہیں ہے۔ معلوم نہیں اس نے ابتر کا لفظ بولا تھا جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ان شانئک ھو الابتر۔ تیرا دشمن ہی بے اولاد رہے گا +

روحانی طور پر جو لوگ آئیں گے وہ آپ ہی کی اولاد سمجھے جائیں گے۔ اور وہ آپ کے علوم و برکات کے وارث ہوں گے اور اس سے حصہ پائیں گے اس آیت کو ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین کے ساتھ ملا کر پڑھو تو حقیقت معلوم ہو جاتی ہے اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی روحانی اولاد بھی نہیں تھی تو پھر معاذ اللہ آپ ابتر ٹھہرتے ہیں جو آپ کے اعداء کے لئے ہے اور انا اعطیناک الکوثر سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو روحانی اولاد کثیر دی گئی ہے + پس اگر ہم یہ اعتقاد نہ رکھیں کہ کثرت کے ساتھ آپ کی روحانی اولاد ہوئی ہے تو اس پیشگوئی کے بھی منکر ٹھہریں گے +

اس لئے ہر حالت میں ایک سچے مسلمان کو یہ ماننا پڑے گا اور ماننا چاہیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تاثیرات قدسی ابدالآباد کے لئے ویسی ہی ہیں جیسی تیرہ سو برس پہلے تھیں۔ چنانچہ ان تاثیرات کے ثبوت کے لئے ہی خدا تعالیٰ نے یہ سلسلہ قائم کیا ہے اور اب وہی آیات و برکات ظاہر ہو رہے ہیں جو اس وقت ہو رہے تھے۔

سچی بات یہی ہے کہ اگر اھدنا الصراط المستقیم نہ ہوتا تو سالک جو اپنے نفس کی تکمیل چاہتے ہیں مر ہی جاتے۔ لاہور میں ایک مولوی عبد الحکیم صاحب سے مباحثہ ہوا تھا تو ہم نے اسکو یہی پیش کیا کہ تم خدا تعالیٰ کے مکالمات سے کیوں ناراض ہوتے ہو حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی تو محدث تھے تو اس نے صاف طور پر انکار کیا اور کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرضی طور پر کہا تھا حضرت عمر بھی محدث نہ تھے۔ یہ محال ہے کہ آئندہ کسی کو الہام ہو۔ ان کو اس پر بالکل ایمان نہیں ہے وہ مکالمات کے دروازے ہمیشہ کے لئے بند کئے بیٹھے ہیں اور خدا تعالیٰ کو انہوں نے گونگا خدا مان لیا ہے۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ قرآن شریف میں جو یہ آیا ہے لھم البشریٰ فی الحیوٰۃ الدنیا اس کا ان کے نزدیک کیا مطلب ہے؟ اور جب ملائکہ ایسے مومنوں پر نازل ہوتے ہیں اور ان کو بشارتیں دیتے ہیں تو وہ بشارتیں کس کی طرف سے دیتے ہیں اس اعتقاد سے پھر قرآن شریف کا ان کو انکار کرنا پڑے گا کیونکہ سارا قرآن شریف اس بات سے بھرا پڑا ہے کہ خدا تعالیٰ کے مکالمہ کا شرف عطا ہوتا ہے۔ اگر یہ شرف ہی کسی کو نہیں ملتا تو پھر قرآن شریف کی تاثیرات کا ثبوت کہاں سے ہوگا؟ اگر آفتاب دھندلا اور تاریک ہے تو اس کی روشنی پھر کوئی کیا فرق کر سکے گا؟ اور کیا یہ کہہ کر فخر کریگا کہ اس میں روشنی نہیں بلکہ تاریکی ہے

استفسار اور انکے جواب

سوال۔ خواب کیا شے ہے؟

جواب۔ خواب کی تین قسمیں ہیں۔ نفسانی شیطانی اور رحمانی۔ نفسانی خواب وہ ہوتے ہیں جن میں انسان کے اپنے نفس ہی کے خیالات متمثل ہو کر نظر آتے ہیں جیسے مثل مشہور ہے کہ بلی کو چھیچھڑوں کے خواب +

شیطانی وہ خوابیں ہوتی ہیں جنمیں شیطانی اور شہوانی جذبات ملکر متمثل ہو جاویں اور دکھائی دیں +

مگر رحمانی وہ خواب ہوتے ہیں جن کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آنیوالے واقعات کے متعلق علم اور بشارتیں دی جاتی ہیں +

سوال۔ کیا کسی بدکار آدمی کو بھی سچی خواب آجاتی ہے؟

جواب۔ ایک بدکار آدمی کو بھی کبھی سچی خواب آجاتی ہے کیونکہ فطرتاً کوئی بد نہیں ہوتا اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنی عبادت کے لئے بنایا ہے جیسا کہ فرمایا ہے ما خلقت الجن والانس الا لیعبدون یعنی میں نے جن اور انس کو اس لئے پیدا کیا ہے کہ وہ میری عبادت کریں تو جبکہ سب کو عبادت کے واسطے پیدا کیا ہے تو سب کی فطرت میں نیکی بھی رکھی ہے اور نیکیوں کے سمجھنے کے لئے نبوت کے سلسلہ پر ایمان لانا ضروری ہے کیونکہ انسان کو کیا معلوم ہو سکتا ہے کہ یہ نیکی ہے یا بدی اسی لئے خدا نے انبیاء علیہم السلام کا سلسلہ ہمیشہ دنیا میں قائم رکھا ہے پس اس سلسلہ کو سمجھنے اور ماننے کے واسطے ہر شخص کی فطرت میں خواب کا بھی ملکہ رکھا ہے + کیونکہ رویا صالحہ نبوت کا ایک جزو ہے اگر یہ نمونہ ہر ایک کو نہ دیا جاتا تو پھر نبوت کے سلسلہ پر ایمان لانا تکلیف مالایطاق ہو جاتا +

اس لئے ضروری ہے کہ ہر شخص کو کوئی کوئی سچی خواب ضرور آجاوے دیکھو بادشاہ مصر جو کہ کافر تھا اسکو بھی سچی خواب آگئی تھی جس جس قدر انسان صدق اور راستی میں ترقی کرتا ہے ویسے ہی نیک اور مبشر رویا بھی آتے ہیں +

سوال۔ ایک شخص نے حضرت حجۃ اللہ کے حضور سوال کیا کہ ہمارے گاؤں میں طاعون بہت ہے اور اکثر مخالف مکذب مرتے ہیں ان کا جنازہ پڑھا جاوے کہ نہ۔

جواب میں فرمایا کہ یہ فرض کفایہ ہے اگر کنبہ میں سے ایک آدمی بھی چلا جاوے تو ادا ہو جاتا ہے۔ مگر یہاں ایک تو طاعون زدہ ہے کہ جس کے پاس جانے سے خدا روکتا ہے دوسرے وہ مخالف ہے خواہ مخواہ کیوں تداخل کیا جاوے۔ تم ایسے لوگوں کو بالکل چھوڑ دو وہ اگر چاہے گا تو ان کو دوست بنا دے گا یعنی وہ مسلمان ہو جاوینگے

خدا تعالےٰ نے منہاج نبوۃ پر یہ سلسلہ قائم کیا ہے مداہنت سے ہرگز فائدہ نہ ہوگا بلکہ اپنے ایمان کا حصہ بھی گنواؤ گے +

عام واقفیت بڑہانیوالی خبریں

کیلے کے ریشہ سے کپڑا یہ سن کر واقعی حیرت ہو گئی کہ جس جنس سے کروڑہا من اس ملک میں یونہی ضایع کیا جاتا ہے اس کو ریشم ایسی گران قیمت جنس کے برابر کام لیا جا سکتا ہے ریاست ٹراونکور میں کیلے کے ریشہ سے کپڑا بنانے میں پوری کامیابی ہوئی ہے بعض اقسام کا کپڑا ریشمی کپڑے کو مات کرتا ہے اور بعض سے سوتی قسم کا طیار ہوتا ہے تانا پہلے سوت کا ڈالا گیا مگر جلد تر یہ مشکل بھی حل ہو گئی آئندہ تانے میں کیلا کی سن استعمال کرنے کا بھی ارادہ ہے۔

قرص آفتاب میں نئے داغ نمودار ہوئے ہیں +

پاگل لوگ نیلگوں کوٹھڑی میں جلد ہوش میں آتے ہیں اور جو لوگ مخبوط الحواس ہو اکل و شرب ترک کرتے ہیں انہیں سرخ رنگ کی کوٹھڑی میں رکھنے سے اچھا اثر ہوتا ہے اس امر کا تجربہ ہو چکا ہے +

بحیرہ کیسپین کے ایک ٹن پانی میں گیارہ پونڈ نمک رہتا ہے انگلش چینل میں ۷۲ پونڈ رہتا ہے اور مردار سمندر کے پانی میں ۱۸۷ پونڈ +

سطح سمندر کے نیچے چند سو فیٹ تک شعاع شمسی پہنچتی ہے اس سے نیچے تمام اندھیرا رہتا ہے۔

یورپ کے اندر ہسپتال میں سل کی بیماری کے ایک نئے علاج کے تجربہ کرنے میں کامیابی ہوئی ہے وہ علاج یہ ہے کہ یوکلپٹس کے کوئیڈ کو اگر شراب کے لیمپ پر بخار بنا کر اوٹھایا جاوے اور سل کا مریض ان بخارات کو اپنے سانس کے ساتھ بدن کے

اندر کھینچے تو فائدہ ہوگا۔

اٹھ ہزار روپے کا انعامی مضمون۔ چونکہ ہمارے بادشاہ سلامت ایڈورڈ ہفتم کی ہمشیرہ اور ایک دو اور رشتہ دار تپ دق سے فوت ہو چکے ہیں اس لئے آپ کو طبعاً اس بیماری کی طرف سے اندیشہ رہتا ہے کچھ عرصہ ہوا آپ نے اعلان فرمایا تھا کہ تپ دق پر سب سے عمدہ مضمون لکھنے والے کو آپ پانسو پونڈ جیب خاص سے عطا فرمائیں گے۔ یہ انعام ڈاکٹر آرتھر لیتھم نے حاصل کیا ہے۔ جنکا مضمون تمام مقابلے کے مضامین میں بہترین تھا اول۔ کھلی ہوا میں زندگی بسر کی جاوے۔ دوم۔ کمزوری پیدا کرنے والے کاموں سے احتراز کیا جاوے۔ سوم سب سے عمدہ ورزش پہاڑ پر چڑھنا ہے چہارم مقوی غذا ہونی چاہئے۔ مثلاً دودھ۔ سبزی اور چربی دار اشیاء پھر جو شخص دق کی طرف مائل ہوں وہ ہمیشہ طبی مشورہ لیتے رہا کریں۔ ڈاکٹر لیتھم مدقوق اشخاص کو سردی کے اثر سے بچنے کی ہدایت کرتے ہیں اور امید دلاتے ہیں کہ ان ہدایات سے تپ دق کا اندیشہ اگر معدوم نہیں تو کم ضرور ہو جائے گا چونکہ صرف ان چرف سطور کی قیمت قریباً آٹھ ہزار روپیہ قرار دی گئی ہے امید ہے کہ یہ بے پرواہی کی نظر سے نہ دیکھی جاوے گی +

ملفوظات احمدیہ

گوشت خوری چونکہ انسان جلالی جمالی دونوں رنگ رکھتا ہے اسلئے ضروری ہے کہ وہ گوشت بھی کھائے اور دال وغیرہ بھی کھائے۔ ۲۲ ۱۹۰۰

اچھوتا نکتہ عبادت اور احکام الٰہی کی دو شاخیں ہیں تعظیم لامر اللہ اور ہمدردی مخلوق۔ میں سوچتا تھا کہ قرآن شریف میں تو کثرت کے ساتھ اور بڑی وضاحت سے ان مراتب کو بیان کیا گیا ہے مگر سورۃ فاتحہ میں ان دونوں شقوں کو کس طرح بیان کیا گیا ہے۔ میں سوچتا ہی تھا کہ فی الفور میرے دل میں یہ بات آئی کہ الحمد للہ رب العالمین الرحمن الرحیم مالك یوم الدین سے ہی یہ ثابت ہوتا ہے یعنی ساری صفتیں اور تعریفیں اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہیں جو رب العالمین ہے یعنے ہر عالم میں نطفہ میں مضغہ وغیرہ میں سارے عالموں کا رب ہے پھر رحمان ہے پھر رحیم ہے اور مالك یوم الدین ہے اب اس کے بعد ایاك نعبد جو کہتا ہے تو گویا اس عبادت میں وہی ربوبیت۔ رحمانیت۔ رحیمیت۔ مالکیت یوم الدین کے صفات کا پرتو انسان کو اپنے اندر لینا چاہئے۔ کیونکہ کمال عابد انسان کا یہی ہے کہ تخلقوا باخلاق اللہ میں رنگین ہو جاوے پس اس صورت میں یہ دونو امر بڑی وضاحت اور صفائی سے بیان ہوئے ہیں

معجزات کے تین اقسام فرمایا معجزات تین قسم کے ہوتے ہیں ۱۔ دعائیہ۔ ۲۔ ارہاصیہ۔ ۳۔ قوت قدسیہ۔ ارہاصیہ میں دعا کو دخل نہیں ہوتا۔ قوت قدسیہ کے معجزات ایسے ہوتے ہیں جیسے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے پانی میں انگلیاں رکھدیں اور لوگ پانی پیتے رہے یا ایک تلخ کوئیں میں اپنا لب گرا دیا اور اس کا پانی میٹھا ہو گیا۔

مسیح کے معجزات میں بھی یہ رنگ پایا جاتا ہے۔ خود ہم کو اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے +

مسیح کے معجزات کے متعلق جو ہم نے عمل الترب کا ذکر کیا ہے اس سے مراد یہ ہے کہ وہ جو قوتیں اللہ تعالےٰ نے خلقی طور پر انسان کی فطرت میں ودیعت کی ہیں وہ توجہ سے سر سبز ہوتی ہیں۔ رہی یہ بات کہ مسیح کے معجزات کو مکروہ کہا ہے۔ یہ ایسی بات ہے کہ بعض اوقات ایک امر جائز ہوتا ہے اور دوسرے وقت نہیں +

التماس

ہمارے معزز خریدار الحکم و تفسیر القرآن جب کبھی مطبع سے کسی طرح کی خط و کتابت کریں براہ کرم علاوہ اپنا نام مع پتہ خوشخط لکھنے کے نمبر خریداری بھی لکھا کریں جو ہم نے حال میں ہی ہر ایک خریدار کے لئے مطبوعہ چٹوں پر چھپوا دیا ہے۔ ورنہ عدم تعمیل کی شکایت بیجا ہو گی دیکھا گیا ہے کہ بسا اوقات بہت سا حصہ عزیز وقت کا محض نام کی تلاش میں فضول ضایع ہو جاتا ہے اس طرح سے کلرک مطبع کا حرج ہوتا ہے اور تعمیل خطوط میں بیجا دیر واقع ہوتی ہے۔ امید کہ ہمارے کرمفرما ہماری تکلیف پر نظر رکھ کر ہماری

مختصر نوٹ اور نکات

اسلام کی عظیم الشان خصوصیت قدیم سے اب تک ہر ایک قوم نے ناقص یا کامل طور پر کسی نہ کسی پیرایہ سے وجود باری تعالیٰ کا اقرار ضرور کیا ہے اگر علی العموم نگاہ کی جاوے تو محض وجود باری تعالیٰ اقوام عالم میں غیر متنازعہ فیہ ثابت ہوتا ہے ہاں قوموں نے اور قریبا کل قوموں نے جس امر میں نہ سنبھلنے کے قابل ٹھوکر کھائی ہے وہ مسئلہ صفات ہے۔ کیونکہ صرف اتنا کہدینے سے کہ خدا ہے کوئی فائدہ تو مترتب نہیں ہو سکتا وہ کیسی ذات ہے؟ اس کو بھی اسکی صفات کو عالم سے مخلوقات عالم سے کیا مناسبت ہے کیا تعلق واقع ہوا ہے۔ انتظام عالم جذبات انواع مخلوقات خصوصاً نوع انسانی کے قویٰ کے تقاضاؤں اور میلانوں کی بہت کذائی کس قسم کی صفات والا خدا چاہتی ہے۔ صرف یہی ایک راہ ہے جس پر دنیا کے کسی مذہب نے کوئی روشنی نہیں ڈالی بلکہ ہر ایک نے اپنی اپنی نوبت پر ایسے اور بھی دھندلا کیا عیسائیوں نے خدا کو اس طرز پر بیان کیا کہ قالب انسانی میں پورا ڈھال کر ویسا ہی ضعیف اور ناقص ہستی ثابت کر دکھایا اور تشبیہ کی تاریک راہ اختیار کر کے سالک کو حیرت میں ڈال دیا۔

ہندوؤں (دی سوکالڈ آریہ) نے یہ غضب کیا۔ کہ ایک خیالی اور محض وہمی وجود کے ماننے پر قناعت کی اور صفات کاملہ سے اس پاک ذات کو قطعاً معطل کر دیا کہ مادہ عالم اور ارواح اس کی مخلوق ہی نہیں اور وہ روح کے اصلی تقاضا یعنی نجات سرمدی دینے پر قادر نہیں ہے وغیرہ وغیرہ۔ اس عظیم الشان مشکل ر ساز کو کھولا ہے تو اس مبین کتاب فرقان حمید نے کھولا ہے۔ کہ وہ صانع۔ خالق۔ رازق۔ رب۔ قادر رحمٰن۔ رحیم۔ سمیع۔ بصیر ہے اور ان صفات میں کامل ہے اور یہ اور اسکی مانند دیگر صفات ایسی ہیں جنہیں عالم کی ضروریات کے سرانجام کے ساتھ پوری مناسبت ہے۔ اس پر بھی ہر قسم کے ممکن ظنون اور محتمل شبہوں کے مٹانے کو فرمادیا لیس کمثلہ شئی سارا قرآن شریف مسئلہ صفات کے اکمل طور پر واضح کرنے کا ذمہ لیتا ہے اور طالبان نجات کو بتاتا ہے کہ ان کا منجی خدا کیسا ہونا چاہئیے؟

(مولوی عبد الکریم صاحب)

قرآن کریم کی لٹریری ٹرمس رفوجی اصطلاحیں مد نکتہ چینی عداوت ایک تاریک غبار ہے جو دل و دماغ کو مکدر کر کے صفات حسنہ سے انہیں محروم کر دیتا ہے چنانچہ اور ان کے پس خوردہ کھانے والوں نے محض حسد اور عداوت سے قرآن شریف کے الفاظ مکر کیدہم کو اعتراض کا نشانہ بنا رکھا ہے اور قرآن کریم کی ان آیات پر جن میں یہ الفاظ آئے ہیں حقارت آمیز نگاہ ڈالتے ہیں گو تورات و انجیل میں ایسے محاورات بکثرت موجود ہیں عربی اور عبرانی کی محاورات قریب قریب ہونیکی وجہ سے لازم آتا تھا کہ قرآن کریم کی مصطلحات کا صداقت سے اعتراف کرتیں پس و پیش نہ کرتے مگر ضد نے ان کی بصیرت کو بیہلا کر دیا۔

ہمارے ہر دیانندی دوستوں نے بھی حق پوشی میں انہیں اگیانی لوگوں کے اقتدا کو ضروری سمجھا ہے صاف ظاہر ہے کہ ایک بولی کا لفظ جب اپنی اصلی زبان سے دیگر ملک کی دوسری زبان میں منتقل ہوتا ہے اس کا منشاء و مفہوم اصلی دوسرے ملک کے مذاق کے قالب میں ڈھل جاتا ہے۔ مکر کید لٹریری ٹرمس فوجی اصطلاحیں تھیں۔ قرآن کریم کی یہ آیتیں ان کی پوری تشریح کرتی ہیں۔ اذ یمکر بک الذین کفروا لیثبتوک او یخرجوک او یقتلوک و یمکرون و یمکر اللّٰہ و اللّٰہ خیر الماکرین جب بے ایمان تیری نسبت خفیہ تدابیر کر رہے تھے کہ تجھے قید کرلیں یا جلاوطن کریں یا مار ہی ڈالیں اور وہ تدبیریں کر رہے تھے اور اللہ بھی تجھکو نکال لے جانے کی تدبیر کر رہا تھا اور اللہ کی تدبیر آخر غالب ثابت ہوگی اب عرب کی ناشکرگذار قوم کی اس بدسگالی اور خفیہ سازشوں کو جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت وہ کرتے تھے اور ان کی اختلاف ارا کو لفظ مکر سے ظاہر کیا ہے خود محل بتائے دیتا ہے کہ اس لفظ کے کیا معنے ہیں؟ دوسری آیت جناب ابراہیم علیہ السلام کی نسبت ہے جہاں فرمایا وارادوا بہ کیدا فجعلنٰھم الاخسرین انہوں نے اس کو ضرر پہنچانا چاہا پر ہم نے انہیں کو ذلیل کیا۔ وہ جناب ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالنا چاہتے تھے اور اس ارادہ میں باری تعالیٰ نے انہیں ناکامیاب رکھا اسی کو لفظ کید سے تعبیر فرمایا ہے (ایضاً)

تمام تغیرات ارضی و سماوی اللہ تعالیٰ ہی کے ہاتھ سے علمی سلسلوں کے رنگ میں ظاہر ہوتے ہیں یہ کبھی نہیں کہہ سکتے کہ اگر مثلاً طاعون کا اصل علاج ادویہ اور تدابیر جسمانی پر موقوف ہے تو توبہ اور اعمال صالحہ بیکار ہے تو یا ادویہ اور تدابیر بیہودہ ہیں ایسے خیالات رکھنا دہریت اور گستاخی ہے یاد رکھنا چاہئیے تدبیر اور دعا میں کوئی منافات نہیں ہے جو کچھ ہم تدبیر یا دوا کر سکتے ہیں اس کی تمام شرائط تاثیر بھی ہم اپنے ہی اختیار سے پیدا نہیں کر سکتے وہ بھی دعا کیلئے اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہیں یہ انسانی بیوقوفیاں ہیں جو ایک کو دوسری کی ضد سمجھا جاوے۔ خدا تعالیٰ ہر ایک پہلو سے ہمارے لئے مبدء فیض ہے اگر ہم نیکی کی راہیں اختیار کریں تو وہ ہمارے علم اور تدبیر کو خطا سے محفوظ رکھکر اور تدبیر صائب کا ہمیں الہام فرماکر ...... بلا سے بچا سکتا ہے اور ہماری سرکشی اور شرارت کی حالت میں ہمارے ہی ہاتھ سے ہمیں ہلاک کر سکتا ہے۔ شریر اور خبیث طبع آدمی اسقدر آزادی پسند ہوتا ہے کہ چاہتا ہے کہ خدا سے بھی آزاد ہو جاوے مگر ایسا ہونا اس کے لئے ممکن نہیں یہ سچ ہے کہ خدا تعالیٰ نے اپنے تمام کاموں کو ایک ایک نظام کے رنگ میں رکھا ہے مگر پھر باوجود ان تمام نظاموں کے ہر ایک چیز کی کل خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔

نبیوں کی علمی اور عملی تکمیل انبیاء علیہم السلام پر خدا تعالیٰ کے لطف اور احسان گونا گوں پیرایوں میں نازل ہوتے ہیں کسی نبی کی علمی اور عملی تکمیل بلاواسطہ ہوتی ہے اور کسی کی تکمیل میں بعض وسائط بھی ہوتے ہیں سو یہ خاص فضل کی بات ہے کہ جیسا کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی علمی تکمیل بغیر واسطہ کسی دوسرے استاد کے ہو کر اسی لحاظ سے آنکو مہدی کا لقب ملا ایسا ہی علمی تکمیل بھی بلاواسطہ ہو کر عبد کا لقب ملا کیونکہ نہ آپ کی تعلیم کسی انسان کی معرفت ہوئی اور نہ آپ عملی طاقتیں کسی مذہبی مجلس کی صحبت سے پیدا ہوئیں اور اسی خالص مہدویت کے نام کے لحاظ سے آپ کو بہت سے اسرار اور معارف اور علم جامع بخشے گئے یہاں تک کہ قرآن شریف میں اسقدر معارف اور نکات اور علوم حکمیہ اور دلائل عقلیہ فلسفیہ اعلیٰ درجہ کی بلاغت اور فصاحت کے ساتھ بیان فرما گئے ہیں کہ وہ ان تمام معارف اور بلاغت کاملہ کے لحاظ کر ایک اعلیٰ درجہ کا علمی معجزہ ٹھیر گیا جسکی نظیر پیش کرنا تمام جن و انس کی طاقت سے باہر ہے سو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ اعلیٰ کمال جس سے آپ کی خصوصیت تھی مہدویت اور عبودیت ہے۔

مہدویت سے مراد وہ انتہائی مقام اسرار اور علوم حکمیہ اور علمی تجلیات ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بغیر واسطہ کسی انسان کے علم دین کے متعلق سکھائے گئے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات میں سے اول درجہ کا معجزہ ہیں جن کے ذریعے سے بے شمار انسان اخلاقی اور عملی قویٰ کی تکمیل کر کے معرفت تامہ کے بلند مینار تک پہنچ گئے اور عارف کامل ہو گئے۔ مسلمان اگر اس بات کا فخر کریں تو بجا ہے کہ جسقدر انکو اپنے نبی کریم اور کتاب اللہ قرآن شریف کے ذریعہ سے اسرار اور علوم اور نکات معلوم ہوئے انکی نظیر کسی نبی کی امت میں نہیں اور عبودیت سے مراد وہ حالت تقیا و اور موافقت اور رضاء اللہ و فنا اور اشتغالات ہے جو خدا تعالیٰ کے خاص تصرف سے آنحضرت صلی اللہ

حفظ صحت اور اسلام
نمبر

اکثر یورپین حکیموں کے یہ قول ہیں کہ سونے سے پہلے دل لگی کی باتوں اور دلچسپ کہانیوں سے اپنے دماغ کو مطمئن کر لینا چاہیئے۔ تفکر و تردد کی حالت میں سونے کا ارادہ نہ کرنا چاہیئے مگر اوس آسمانی فلیسوف نے جس نے خاص الہی فیضان سے تمام تعلیم حاصل کی یہ طریقہ جاری فرمایا ہے کہ عشاء کی نماز کے بعد سو جایا کریں اور غور کرکے دیکھنا چاہیئے کہ دنیاوی جھگڑوں سے دور ہونے اور اصل اطمینان حاصل کرنے کا عبادت ذکر اور دعا سے بڑھ کر کوئی اور طریقہ ہو سکتا ہے۔ کیا واہیات زٹلیات اور بیہودہ حکایات قلب کو وہ اطمینان پہنچا سکتے ہیں جو نماز سے حاصل ہو سکتا ہے کیا قصے اور کہانیاں انسان کو دنیاوی تفکرات سے پاک و صاف کر سکتے ہیں ہرگز نہیں۔

ظاہرا بناوٹی طور سے انسان خواہ کیسا ہی اپنے دل کو جذبات و تفکرات سے طرح طرح کے حیلوں اور بہانوں کے ساتھ علیحدہ کرنا چاہے۔ مگر وہ اصل رضا۔ تسلیم صبر اور شکر کی روح جو نماز سے حاصل ہوتی ہے ہرگز پیدا نہیں ہو سکتی۔ یہ محض ذکر الہی ہے جو انسان [illegible] کی نظر میں دنیا اور مافیہا کو ہیچ دکھلا کر اوس کی طرف سے قطعاً بے نیاز کر سکتا ہے۔

خواب جو حفظ صحت کیلئے نہایت ہی ضروری ہے اوس کا عمدہ طور پر حاصل ہونا ایسی تدابیر کے بغیر جو حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم نے مقرر فرمائی ہیں ممکن نہیں۔

دوئم۔ غسل۔ اپنے جسم اور کپڑوں کو پاک صاف رکھنا ہمیشہ کے لئے ضروری ہے۔

الیوشن میں ہم غسل کا بیان مفصل کر چکے ہیں اس لازمی عمل کو بعض حالتوں میں اسلام نے فرض کر دیا ہے چنانچہ جماع یا احتلام کے بعد تمام جسم کو دھونا فرض ہے جو بڑی بڑی اخلاقی اور طبی مصلحتوں پر حاوی ہے۔ غسل میں یہ امر بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ اسلام نے ٹھہرے ہوئے پانی میں جنبی اور بیمار کے لئے یہ حکم دیا ہے کہ پانی کو علیحدہ لیکر غسل کیا جاوے۔

ہر انزال کے ساتھ بشرطیکہ وہ قدرتی طور پر اعضائے مخصوصہ میں پہلے اجتماع خون ہو کر تمام قویٰ اور اعضا رئیسہ کا خلاصہ منی کے ساتھ خارج ہوتا ہے جس سے تمام عضلات و اعصاب کو خفیف ضعف پہنچتا ہے۔ مگر غسل کرنے سے خون منتشر ہو کر تمام جسم میں تقسیم ہو جاتا اور ضعف رفع ہو کر پوری تازگی اور بشاشت حاصل ہو جاتی ہے۔

ناظرین یہ یاد رکھیں کہ اسجگہ جماع سے مراد وہ جماع ہے جو خواہش صادق اور صحت قویٰ کی حالت میں قواعد قدرتیہ کے مطابق کیا جاوے۔ نہ وہ جماع جسمیں شہوت پرست لوگ بیہودہ طور پر دن رات مشغول رہتے ہیں اور طرح طرح کی بیحیائی کی حرکات کرتے ہیں۔ اسمیں نہ تو خواہش صادق ہوتی ہے اور نہ صحیح منی پیدا ہوتی ہے۔

غسل کے ساتھ پاکیزگی اور طہارت کا خیال ہونا انسان کو بہت کچھ اوس فعل کی وحشیانہ کثرت اور آوارگی سے روکتا ہے۔

منی کے متعفن ہونے سے نہایت مضر اور مہلک مادے پیدا ہوتے ہیں اس لئے اگر اس کے قطرات پارچہ پر بھی لگ جائیں تو اون کا بھی فوراً پاک صاف کرنا فرائضات میں سے ہے۔ جماع قدرتی کونسا ہے اور غیر قدرتی کونسا۔ اوس کی تفصیل [illegible] جماع میں ہو چکی ہے۔ پس دیکھو بیان جماع کا۔

سوئم۔ روشنی کا جائے بود و باش کے لئے پورا پورا انتظام ہونا۔ اللہ کا نام قرآن مجید کا نام اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام قرآن میں نور رکھا گیا ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ روشنی ایک بڑی نعمت ہے۔ اور اوس کی بہت سخت ضرورت ہے۔

چہارم۔ ختنہ۔ یہ عمل حفظ صحت اعضائے .... کے لئے نہایت ضروری ہے۔ ختنہ کے بغیر حشفہ کی جلد کے نیچے میل کچیل جمع رہتی ہے جو خارش سرکے آبلہ اور فساد دیتی اور زخم ڈال دیتی ہے۔ پیشاب کی بوند حشفہ کی سطح پر لگی رہ کر خارش کرتی اور طرح طرح کی امراض کا باعث ہو جاتی ہے۔

بچے اس خارش کیوجہ سے اکثر اپنے عضو تناسل کو ہاتھ میں ملتے رہتے اور رفتہ رفتہ جلق کی عادی ہو جاتے ہیں۔ ہمیشہ میل کچیل جمع ہونے اور خارش رہنے سے حشفہ کی جلد متورم ہو جاتی ہے اور اوس کا دہانہ تنگ ہوتا چلا جاتا ہے روز بروز یہ مرض بڑھتا جاتا اور سخت سخت تکالیف کا باعث ہو جاتی ہے۔ اس مرض کا نام فائی موسس ہے۔ اسمیں اکثر پیشاب جلد کے نیچے اگر بند ہو جاتا۔ یا قطرہ قطرہ ہو کر تکلیف اور جلن کے ساتھ خارج ہوتا ہے۔

یہ پیشاب اندر ہی اندر متعفن ہو کر بیماری کو گلانا شروع کر دیتا ہے۔ کبھی اوس کا تلچھٹ بیٹھ کر کنکریاں بنا دیتا ہے جو اصل تکلیف کو صد چند اور چہار چند کر دیتی ہے جب جلد حشفہ کی یہ حالت ہو جاتی ہے تو عموماً اقوام غیر اسلام کو بھی ختنہ کرانی پڑتی ہیں اگر ختنہ نہ کرائیں تو تمام زندگی وبال ہو جاتی جماع محال ہو جاتا اور ایسے نسل قطع ہو جاتی ہے۔ ہمیشہ کی خارش اور سوزش کی وجہ سے اکثر سولیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ بعض اوقات پر سرطان نمودار ہو کر عضو تناسل کو کھانا شروع کر دیتا ہے جس کی وجہ سے مریض کی حالت نہایت ہی خوفناک ہو جاتی ہے جب یہ رسولی پیدا ہو جائے تو عضو تناسل کو فوراً جڑ سے کاٹنا ضروری ہو جاتا ہے۔ اگر فوراً عضو تناسل کو قطع نہ کیا جائے تو چند ایام میں ہی سرطان کا زہر غدود میں پہنچکر مریض کو ہلاک کر ڈالتا ہے۔

جب اس کا زہر غدود تک پہنچ جائے تو پھر یہ مرض قطعاً لا علاج اور مہلک ہو جاتی ہے۔ فائی موسس کیحالت میں بعض اوقات مریض جلد کو زبردستی پیچھے ہٹا کر عضو پر چڑھا لیتا ہے۔ غلطی اور بے خبری سے ایسا کر تو بیٹھتا ہے مگر پھر اوس کی جان پر سخت بلا آن پڑتی ہے۔ فائی موسس کا دہانہ عضو کو گھونٹ کر جلد متورم اور مردار کرنا شروع کر دیتا ہے اور اگر فوراً جراحی عمل سے اس حبس کو دور نہ کیا جائے تو عضو کو گلا ڈالتا ہے چونکہ ختنہ کے نہ ہونے سے عضو ہمیشہ غلیظ رہتا ہے۔ اور اس غلاظت کے دردناک اور جانگداز نتائج صرف ایک نفس پر محدود رہتے ہیں بلکہ انقطاع نسل کا باعث ہو جاتے ہیں اس لئے بانی اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے ختنہ کا عام رواج قائم فرما دیا ہے۔

پنجم۔ احکام متفرقہ۔ طاعون کی نسبت اسامہ [illegible] سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم کسی زمین پر طاعون کی خبر سنو تو وہاں مت جاؤ اور جب اس زمین پر جہاں تم ہو طاعون پھیل جائے تو اس سے مت نکلو۔ ایسا ہی دیگر وبائی امراض کیلئے میں ارشاد فرمایا ہے۔ اگر اس حکم کی اہل اسلام پوری پوری اطاعت کریں تو تمام وبائی امراض ایک ہی جگہ محدود رہجایا کریں اور گورنمنٹ کو وہ دقتیں نہ اوٹھانی پڑیں جو اس مسئلہ کی عدم تعمیل سے پیش آتی ہیں۔

وبائی امراض کے انسداد کے لئے جو جو طرح کی تدبیریں کیجاتی ہیں اون میں سے یہ ایک تدبیر اعلیٰ درجہ پر ضروری اور مفید ہے۔ اس تدبیر کے بغیر باقی تمام ناکام رہ جاتی ہیں۔

سر کے بالوں کی نسبت یہ ارشاد ہے کہ تمام بال منڈوا دو یا تمام بال چھوڑ دو اس میں یہ مصلحت ہے کہ سر کی تمام سطح یکساں رہنے سے تمام دماغ کو یکساں حرارت یا سردی پہنچے اور صورت اطمینان قائم رہے برعکس اس کے کچھ چھوڑ دینے میں حرارت کم و بیش ہو کر دماغی امراض کا باعث ہو سکتی ہے۔ راستوں اور سایہ کی جگہوں پر پیشاب کرنے اور پاخانہ پھرنے سے منع فرمایا ہے۔

پاخانوں کی نسبت یہ حکم ہے کہ مکانوں میں نہ ہوں اور اگر ہوں تو چھت سے اوپر ہونے چاہئیں۔ اس حکم میں یہ حکمت ہے کہ چھت سے اوپر ہوا کھلی ہوتی ہے۔ جسقدر متعفن ہوائیں پیدا ہوں وہ فوراً ادھر اودھر پھیل کر بے اثر ہو جائیں +

(باقی آئندہ)

صحیفۃ الوحی اور ریمارک

نمبر ۷

اے مسلمانوں کی ذریّت! تمہیں راستی سے
بغض کرنا کس نے سکھایا جبکہ تمہاری آنکھوں کے
سامنے خدا نے وہ عجیب کام بکثرت دکھلائے جن کو
دیکھنا انسان کی قدرت میں نہیں اور جو تمہارے
باپ دادوں نے نہیں دیکھے تھے تو کیا ان نشانوں
کو بھلا دینا اور دو تین پیشگوئیوں کی نسبت بیہودہ
نکتہ چینیاں کرنا جائز تھا۔ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ
میری تصدیق کے لئے کیا عظیم الشان نشان آسمان
پر ظاہر ہوا اور تیرہ سو برس کی انتظار کے بعد میرے
ہی زمانہ میں میرے ہی دعوے کے عہد میں میری ہی
تکذیب کے وقت خدا نے اپنے دو روشن نیّروں
سورج اور چاند کو رمضان کے مہینے میں بے نور
کر دیا یہ موجودہ علماء کے سلب نور اور ظلم پر ایک
ماتمی نشان تھا اور مقرر تھا کہ وہ مہدی کی تکذیب
کے وقت ظاہر ہوگا۔ خدا کے پاک نبی ابتداء سے
خبر دیتے آئے تھے کہ مہدی کے انکار کی وجہ سے یہ
ماتمی نشان آسمان پر ظاہر ہوگا اور رمضان میں
اس لئے کہ دین میں ظلمت اور ظلم روا رکھا گیا جیسا
کہ آثار میں بھی آچکا ہے کہ مہدی پر کفر کا فتویٰ لکھا
جائے گا اور اس کا نام وقت کے علماء دجّال اور کذّاب
اور مفتری اور بے ایمان رکھیں گے اور اس کے قتل
کے منصوبے ہوں گے تب خدا جو آسمان کا خدا ہے جس کا
قوی ہاتھ اس کے گروہ کو ہمیشہ بچاتا ہے آسمان پر
مہدی کی تائید یہ نشان ظاہر کرے گا اور قرآن اس کی
گواہی دے گا۔ مگر چونکہ نشانوں کے نیچے ہمیشہ ایک
اشارہ ہوتا ہے گویا ان کے اندر ایک تصویری تفہیم
منقوش ہوتی ہے اس لئے خدا نے اس کسوف خسوف
کے نشان میں اس بات کی طرف اشارہ کیا کہ علماء
محمدی جو چاند اور سورج کے مشابہ ہونے چاہئیں
تھے اس وقت ان کا نور فراست جاتا رہے گا اور مہدی
کو شناخت نہیں کریں گے اور تعصب کے گرہن نے ان
کے دل کو سیاہ کر دیا ہوگا۔ اس لئے اس امر کے اظہار
کے لئے ماتمی نشان آسمان پر ظاہر ہوگا۔ پھر اسی
نشان پر خدا نے بس نہیں کی بڑی بڑی فوق العادت
پیشگوئیاں ظہور میں آئیں جیسا کہ لیکھرام والی پیشگوئی
جس کی ساری برٹش انڈیا گواہ ہے کیسے شان اور شوکت
سے ظہور میں آگئی اور باوجود ہزاروں طرح کی حفاظتوں
ہوشیاریوں کے کس طرح خدا کے ارادے نے دشمن
میں اپنا کام کر دیا۔ ایسا ہی رسالہ انجام آتھم کی یہ
پیشگوئی کہ عبد الحق غزنوی نہیں مرے گا جب
تک کہ اس عاجز کا پسر چہارم پیدا نہ ہولے کس
صفائی اور روشنی سے عبد الحق کی زندگی میں پوری
ہوگئی اور ایسا ہی یہ پیشگوئی کہ اخویم مولوی
حکیم نور الدین صاحب کے گھر میں ایک لڑکا پیدا
ہوگا بعد ان لڑکوں کے جو سب مر گئے اور اس
لڑکے کا تمام بدن پھوڑوں سے بھرا ہوا ہوگا
چنانچہ ان پیشگوئیوں میں ایسا ہی ظہور میں آیا
جس طور سے اور جس تاریخ میں لیکھرام کا قتل ہونا
بیان کیا گیا تھا اسی طرح سے لیکھرام قتل ہوا اور
کئی سو لوگوں نے گواہی دی کہ وہ پیشگوئی بہت
صفائی سے پوری ہوگئی چنانچہ اب تک وہ محضر نامہ
میرے پاس موجود ہے جس پر ہندوؤں کی گواہیاں
بھی ثبت ہیں ایسا ہی پیشگوئی کے مطابق میرے گھر
میں چار لڑکے پیدا ہوئے اور پسر چہارم کی پیدائش
تک پیشگوئی کے مطابق عبد الحق غزنوی زندہ رہا
اس میں کیسی قدرت الٰہی پائی جاتی ہے۔ ایسا
ہی لوگوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا کہ مکرمی حکیم
مولوی حکیم نور الدین صاحب کے گھر میں ایک لڑکا
پیدا ہوا جس کا بدن پھوڑوں سے بھرا ہوا تھا اور
وہ پھوڑے ایک سال سے بھی کچھ زیادہ دنوں
تک اس لڑکے کے بدن پر رہے جو بڑے بڑے اور
خطرناک اور بدنما اور موٹے اور نا قابل علاج معلوم
ہوتے تھے جن کے اب تک داغ موجود ہیں کیا یہ
طاقتیں بجز خدا کے کسی اور میں بھی پائی جاتی ہیں۔
پھر یہ پیشگوئیاں کچھ ایک دو پیشگوئیاں نہیں بلکہ
اسی قسم کی سو سے زیادہ پیشگوئیاں ہیں جو کتاب
تریاق القلوب میں درج ہیں۔ پھر ان سب کا کچھ
بھی ذکر نہ کرنا اور بار بار احمد بیگ کے داماد یا
آتھم کا ذکر کرتے رہنا کس قدر مخلوق کو دھوکہ دینا
ہے اس کی ایسی ہی مثال ہے کہ مثلاً کوئی شریر النفس
ان تین ہزار معجزات کا کبھی ذکر نہ کرے جو ہمارے
نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ظہور میں آئے اور حدیبیہ
کی پیشگوئی کو بار بار ذکر کرے کہ وہ وقت اندازہ
کردہ پر پوری نہیں ہوئی یا مثلاً حضرت مسیح کی صاف
اور صریح پیشگوئیوں کا کبھی کسی کے پاس نام تک نہ لے
اور بار بار ہنسی ٹھٹھے کے طور پر لوگوں کو یہ کہے کہ
کیوں صاحب کیا وہ وعدہ پورا ہوگیا جو حضرت مسیح
نے فرمایا تھا کہ ابھی تم میں سے کئی لوگ زندہ ہوں گے
جو میں پھر واپس آؤں گا یا مثلاً شرارت کے طور پر
داؤد کا تخت دوبارہ قائم کرنے کی پیشگوئی کو بیان
کرکے پھر ٹھٹھے سے کہے کہ کیوں صاحب کیا یہ سچ
ہے کہ حضرت مسیح بادشاہ بھی ہوگئے تھے اور داؤد کا
تخت ان کو مل گیا تھا۔ شیخ سعدی نے بخیل کی نسبت
سچ فرمایا ہے ع نہ دارد بعد نکتہ نغز گوش۔ بچیند
بچیند بار و خروش۔ یہ نادان نہیں جانتے کہ
پیشگوئی ایک علم ہے اور خدا کی وحی ہے۔ اس میں بعض
وقت متشابہات بھی ہوتے ہیں اور بعض وقت
ملہم تعبیر کرنے میں خطا کرتا ہے جیسا کہ حدیث ذہب
وہلی اس پر شاہد ہے پھر احمد بیگ کے داماد کا
اعتراض کرنا اور احمد بیگ کی وفات کو بھول جانا
کیا ہی ایمانداری ہے اس جگہ تو پیشگوئی کی دو
ٹانگیں ہیں سے ایک ٹانگ ٹوٹ گئی اور ایک حصہ
پیشگوئی کا یعنی احمد بیگ کا میعاد کے اندر فوت ہو
جانا حسب منشاء پیشگوئی صفائی سے پورا ہوگیا اور
دوسرے کی انتظار ہے۔ مگر یونس نبی کی قطعی پیشگوئی
میں سے کونسا حصہ پورا ہوگیا۔ اگر شرم ہے تو اس کا
کچھ جواب دو۔ آپ لوگ اگر بہت ہی کم فرصت ہیں
اور اُن تمام نشانوں کو جو سو سے زیادہ ہیں غور
سے نہ دیکھ سکیں تو نمونہ کے طور پر ایک نشان آسمان
کا لے لیں یعنی مہینہ رمضان کا خسوف کسوف اور
ایک نشان زمین کا یعنی لیکھرام کا پیشگوئی کے مطابق
مارا جانا اور پھر سوچ لیں کہ نشان نمائی میں در حقیقت
یہ دو گواہیاں طالب صادق کے لئے کافی ہیں۔
ہاں اگر طالب صادق نہیں تو اس کے لئے تو ہزار
معجزہ بھی کافی نہیں ہوگا۔ دیکھنا چاہئے کہ چاند
اور سورج کا رمضان شریف میں گرہن ہونا کس
قدر ایک مشہور پیشگوئی تھی یہاں تک کہ جب ہندوستان
میں یہ نشان ظاہر ہوا تو مکہ معظمہ کی ہر ایک گلی
اور کوچہ میں اس کا تذکرہ تھا کہ مہدی موعود پیدا
ہوگیا ایک دوست نے جو ان دنوں میں مکہ میں
تھا خط میں لکھا کہ جب مکہ والوں کو سورج اور چاند
گرہن کی خبر ہوئی کہ رمضان میں حدیث کے الفاظ
کے مطابق گرہن ہوگیا تو وہ سب خوشی سے اچھلنے
لگے کہ اب اسلام کی ترقی کا وقت آگیا اور مہدی
پیدا ہوگیا اور بعض نے قدیم جہادی غلطیوں کی وجہ
سے اپنے ہتھیار صاف کرنے شروع کر دئے کہ اب
کافروں سے لڑائیاں ہوں گی۔ غرض متواتر سنا گیا ہے
کہ نہ صرف مکہ میں بلکہ تمام بلاد اسلام میں اس کسوف
خسوف کی خبر پاکر بڑا شور اٹھا تھا اور بڑی
خوشیاں ہوئی تھیں اور منجمین نے یہ بھی گواہی دی
ہے کہ اس کسوف خسوف میں ایک خاص ندرت
تھی یعنی ایک بے مثل اعجوبہ جس کی نظیر نہیں دیکھی
گئی اور اسی ندرت کے دیکھنے کے لئے ہمارے اس
ملک کے ایک حصہ میں انگریزی فلاسفروں کی طرف
سے ایک رصد گاہ بنایا گیا تھا اور امریکہ اور یورپ
کے دور دور کے ملکوں سے انگریزی منجم کسوف
خسوف کی اس طرز عجیب کے دیکھنے کے لئے آئے تھے
جیسا کہ اس کسوف خسوف کے ندرت کے حالات ان
دنوں میں پرچہ سول ملٹری گزٹ اور ایسا ہی اور کئی
انگریزی اخباروں میں بھی مفصل چھپے تھے +

(باقی آئندہ)

حضرت امام الملۃ سلمہ اللہ کے مکتوبات

ہم خدا تعالیٰ کا شکر کرتے ہیں کہ حضرت مجدد ممدوح کے مکتوبات ملفوظات یُرانی تحریریں ہم پہنچانے اور اون کی اشاعت میں اُمید سے بڑھ کر ہم کو کامیابی ہوئی ہے اور الحکم کے ذریعہ قریباً ثبت بڑا حصہ ان کا شایع ہو چکا ہے۔ جسقدر مکتوبات ابھی ہمارے پاس باقی ہیں۔ ان کی اشاعت کے لئے بھی ہم الحکم کے کالموں میں آج کل بھر گنجایش پاتے ہیں اور درج کرتے ہیں بعونہ تعالیٰ

(ایڈیٹر)

حضرت حکیم الاُمت کے نام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ و نصلے

مخدومی مکرمی اخویم حضرت مولوی نورالدین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ و تفکر الیہ بنظر الرحمۃ والرضوان۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ عنایت نامہ مشتمل بر تعلقات محبت نامہ پہونچکر باعث انشراح و سرور و ممنونی ہوا۔ آپ کی ملاقات کو دل بہت چاہتا ہے خدا تعالیٰ آپ کو خیر و خوشی کے ساتھ جلد لاوے تعلقات دنیا میں حاسدوں کا ہونا ایک طبعی امر ہے ولکل منعم حاسد حفاظت و حمایت الٰہی آپ کے لازم حال رہے بیشک ایسے تعلقات بہت خطرناک ہیں اور دل میں بجز خاص رحمت الٰہی کے انجام خیر کے ساتھ عہدہ برآ ہونا بہت مشکل ہے۔ ہمیشہ تضرع اور استغفار حضرت رب کریم کی جناب میں لازم حال ہے رکھیں اور رفق اور نرمی اور اخلاق میں تو پہلے ہی سے آنکرم سبقت لے گئے ہیں۔ لیکن امید رکھتا ہوں کہ حاسدوں اور دشمنوں سے بھی یہی طریق جاری رہے اور حتی الوسع ریاست کے کاموں میں بہت دخل دینے سے پرہیز رہے کہ سلامت بر کنار است کا مقولہ قابل توجہ ہے ازالہ اوہام اب تک چھپ کر نہیں آیا۔ شاید دس پندرہ روز تک آجاوے گا۔ اس کے نکلنے کے بعد ان مکلفین کو تکلیف دونگا کہ اس کا لب لباب نکال کر تنقیحات وار ثبوت مناسبہ کے ساتھ آنمکرم کی طرف سے بھی کوئی رسالہ شایع ہو جاوے۔ مولوی محمد حسین صاحب سے جسقدر بحث ہوئی اس عاجز کی دانست میں وہ مصلحت سے خالی نہیں تھی اور امید رکھتا ہوں کہ فریقین کے بیانات کے شایع ہونے کے بعد انشاء اللہ اس کا بہت نیک اثر دلوں پر پڑیگا۔

یہ بھی دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ سید محمد عسکری خانصاحب کی نسبت ابھی کچھ تذکرہ ہوا یا نہیں اور سب خیریت ہے۔

خاکسار غلام احمد از لودہانہ اقبال گنج

۱۴ / اگست ۱۸۹۱ء

نوٹ از ایڈیٹر مولوی محمد حسین صاحب کے مباحثہ لودہانہ کی اشاعت کے بعد جسقدر ترقی اور رجوع سلسلہ کی طرف ہوا ہے وہ پبلک سے پوشیدہ نہیں

حضرت حکیم الاُمت کے نام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلے

مخدومی مکرمی اخویم السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

معلوم نہیں اب آنمکرم کی طبیعت کیسی ہے۔ خدا تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے جلد تر شفا بخشے اس عاجز کو آنمکرم نے قادیاں کی سڑک پر پیکبرام کے اشعار دئے تھے اُن کی طرف خیال کرنا ایسا فراموش ہو گیا کہ کبھی یاد نہ آیا۔ آنمکرم نے ایک دو مرتبہ لکھا بھی تاہم پھر بھی بھول گیا اب انشاء اللہ القدیر بقیہ مضمون کو جلد ختم کر کے اسطرف متوجہ ہونگا باعث علالت طبع و دورہ مرض حافظہ میں بہت فتور ہو گیا ہے دو تین روز سے اسقدر دورہ مرض ہوا کہ ضعف بہت ہو گیا اور کوئی کام نہیں ہو سکتا۔ مطبع سے بار بار مطالبہ ہے کہ بقیہ مضمون بھیجنا چاہئے مگر طاقت نہیں کہ کچھ لکھ سکوں فضل احمد کا خط نہایت اور غایت درجہ کی التجا سے آیا تھا کہ مولوی صاحب کی خدمت میں سفارش کریں کہ کوئی نوکری میرے گذارہ کے موافق کرا دیں عسہ روپیہ میں اپنے عیال کا گذارہ نہیں کر سکتا سو اگرچہ مصلحت وقت کا حال آنمکرم کو بہتر معلوم ہوگا لیکن اگر کچھ ہرج نہ ہو اور مصلحت کے برخلاف نہ ہو اور کچھ جائے اعتراض نہ ہو اور آنمکرم کچھ اس کی معاش کے لئے اپس سے بہتر تجویز کر سکیں تو کر دیں اگرچہ ابھی تک اس کا چال چلن تاحال قابل اعتراض ہے مگر شاید آئندہ درست ہو جاوے ابرار اخیار جو متخلق باخلاق اللہ ہوتے ہیں کبھی مطابق آیت کریمہ وکان ابوہما صالحاً پر عمل کرتے ہیں اس آیت کریمہ کے مفہوم پر نظر غور ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جن دو لڑکوں کے لئے حضرت خضر نے تکلیف اوٹھائی اصل میں وہ اچھے چال چلن کے ہونے والے نہیں تھے بلکہ غالباً وہ بدچلن اور خراب حالت رکھنے والے علم الٰہی میں تھے۔ لہٰذا خدا تعالیٰ نے بباعث اپنی ستاری کی صفت کے ان کے چال چلن کو پوشیدہ رکھ کر نیکی باپ کی صلاحیت ظاہر کر دی اور اونکی حالت کو جو اصل میں اچھی نہیں تھی کھول کر نہ سنایا اور ایک خوشی کی وجہ سے دو بیگانوں پر رحم کر دیا۔ امید کہ اپنی روانگی کے پہلے اس عاجز کو ضرور مطلع فرما دیں اس قدر میں نے لکھا تھا کہ پھر نہایت عاجزی سے فضل احمد کا خط آیا ہے کہ حضرت میں مولویصاحب کے میری نسبت ضرور کہیں آنمکرم اُنکو جاکر اطلاع دیویں کہ تیری نسبت وہاں سے سفارش لکھی ہے اگر مناسب سمجھیں تو کسی کو اس کی نسبت سفارش کر دیں کہ وہ سخت حیران ہے اس کی ایک بیوی تو میرے پاس ارجنگہ ہے اور ایک قادیاں میں ہے

خاکسار غلام احمد عفی اللہ عنہ۔ لودہانہ محلہ اقبال گنج

مذہبی دُنیا پر نظر

معبودان باطلہ کی ارزانی۔ مغربی قومیں تجارت کی ہوا خوب شناخت کرتی ہیں۔ پچھلے چند سالوں سے اہل یورپ نے ہندوستان کے بُت پرستوں کیلئے بُت گری کی تجارت کو خوب فروغ دیا اور ڈہیر اوہر یورپ سے یہ مصنوعی خدا آکر کلکتہ اور بمبئی کی منڈیوں میں فروخت ہونے لگے۔ اہل یورپ کو دیکھ کر اب امریکہ والوں نے بھی اس خداگری کی تجارت کو ہاتھ میں لیا اور ان سے بھی بڑھ کر کامیابی حاصل کی کامیابی کا راز یہ ظاہر کیا گیا ہے۔ کہ امریکہ کی ساخت کے کرشن گنیش وغیرہ یورپ کے مقابلہ میں سستے ہیں اسوجہ سے یہ تجارت چمک اُٹھی ہے۔ اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ ہندوستان کس بتذل حالت میں پڑا ہوا ہے۔ خدا پرستی کا حقیقت میں نام مٹ چکا۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت مسیح موعود کی بعثت اسی ملک میں ہوئی ہے اور اسی نے پکار کر کہا ؎

آن خدائے کز وا اہل جہاں بے خبر اند
بر من او جلوہ نمودست گر اہلی بپذیر

کَلِمَۃً طَیِّبَۃً کَشَجَرَۃٍ طَیِّبَۃٍ یعنی

پاک کلمہ پاک درخت کی مانند ہے۔ پس جیسا کہ کوئی عمدہ اور شریف درخت بغیر پانی کے نشوونما نہیں کر سکتا۔ اسی طرح راستباز انسان کے کلمات طیبہ جو اوس کے مُنہ سے نکلتے ہیں اپنی پوری سرسبزی دکھلا نہیں سکتے اور نشوونما نہیں کر سکتے ہیں جبتک وہ پاک چشمہ انکی جڑھ میں

اَلنُّصْحُ

گذشتہ اشاعت سے آگے

عہد باندھو حق سے ہے دائم کا جو عہد استوار
تم گناہ اور راستی سے بغیر ومت تقصیر وار
میں ہوں سردار جہاں مجھ پر ہے حکم کردگار
میں عدالت ہوں جہاں کی جو کہ ہو اب انتظار
وہ تسلی دینے والی روح حق آیا ہوں میں۔
عیسے جو لایا نہ تھا ہمراہ وہ لایا ہوں میں۔
بے سبب عیسے کی دشمن ہو گئی جو قوم بد
میں تمہارے سامنے اُس قوم کو کرتا ہوں رد
حق میں عیسے کی شہادت ہے مرے باشد و مد
نیک راہ تم کو دکھاتا ہوں کرو مت رد و بد
میں سناتا تم کو ہوں مجھ کو سناتا ہے کوئی
اپنی میں کہتا نہیں مجھکو بتاتا ہے کوئی
تم میری مانو تمہارے حق میں ہے بہتر یہی
دیکھتے ہو میں نے عیسے کی بزرگی خوب کی
جو کہ عیسے کو ملا تھا میں نے پایا وہ ہی۔
اَب عیسے زبت احمدی بات تو ہے ایک سی
تم کو آئندہ کی خبریں صاف بتلاتا ہوں میں
جو نہ سمجھایا کسی نے تھا وہ سمجھاتا ہوں میں
اللہ اللہ روح حق نے خوب قائل کر دیا
آکے احمد نے جہاں کو حق پہ مائل کر دیا
ادنی و اعلٰے کو اُس کے در کا سائل کر دیا
نور فرقانی سے کیا ظلمت کو زائل کر دیا
فتح کامل کا جھنڈا نصب جب دیار جھاڑا
تاج پہنے کامیابی کا خدا سے حق ملا
ہے بنی آدم کا دشمن چونکہ شیطان لعین
گھات میں ہر دم لگا رہتا ہے یہ جن القرین
اک ذرا غفلت میں پاکر پہنچتا ہے وہیں
تاکہ ظلمت میں پھنسا کر چھین لے ایمان و دین
کفر و بدرائی کی طرزیں خوب سکھلاتا ہے یہ
زینت دنیا دکھا کر سب کو بھلاتا ہے یہ
نور اور ظلمت کا دورہ یوں ہی آتا ہے چلا
حق و باطل کی لڑائی ہوتی آئی ہے سدا
جب سے آدم کو خلافت کا یہ منصب ملا
تب سے ابلیس لعین اس کے مقابل پر کھڑا
آدم و شیطان دونوں حق کی مخلوقات ہیں
گھومتے مرکز پہ اپنے دیکھو تو دن رات ہیں
دن کے جو اوصاف ہیں وہ سامنے ہیں سب عیاں
اور پردہ میں نظر آتی ہیں شب کی خوبیاں

روز روشن میں جو کرتی کام ہے خلق جہان
اپنی اپنی سب کمائی میں ہیں پھرتے بدگمان
ہیں فراغت اور آسانی سے کرتے کام وہ
نور کا سورج کرے ہے جبتک زمین پر امتنان
ظلمت شب جو پھیلی آن کر ایسی سدا
سب جہان پر چل گئی کچھ ایسی غفلت کی ہوا
اپنے اپنے حال میں ہر اک ہے ڈھیلا سا پڑا
اب نہیں کوئی بھی قوت اُس کی کرتی ہے دغا
خود بخود سب کی طبیعت کام سے اکتا گئی
ظلمت شب آنکر اپنا اثر دکھلا گئی
فاسقوں کو ظلمت شب میں ہی ملتی ہے وہ راہ
جس سے امن و عافیت کو مل کے کرتے ہیں تباہ
دوڑتی ہے ہر طرف ظلمت کی یہ فوج و سپاہ
ایسے اشرار جہاں سے مانگتے ہیں سب پناہ
پردہ اور ظلمت میں ہوتے ہیں موذیوں کے کام ہیں
اپنے بد فعلوں سے سب رنگیلی بدنام ہیں
بس یہی نسبت ہے باطن میں بھی ہر جاندار کو
نور سے ہر نیک کو ظلمت سے بد کردار کو
فاسق و فاجر کو اور ہر باغی مکار کو
عاشق حق متقی کو اور ہر دیندار کو۔
نور کو بھی اسطرح نسبت ہے اُس رحمان کر
اور ظلمت کو تعلق ہے فقط شیطان سے
رنگ ظلمت گر چڑھا دل پر تو وہ شیطان ہے
نور سے روشن ہوا جب قلب وہ رحمان ہے
نور و ظلمت کا جو خالق ہے یہ اُس کی شان ہے
درمیان اُس نور اور ظلمت کے ہر انسان ہے
وہ مبارک ہیں کہ جنکا قلب نورانی ہوا
راندۂ درگاہ ہیں دل جنکا ظلمانی ہوا
نور و ظلمت کا اثر لیتے ہیں انسانی قوٰے
نور کے فرزند ہیں ظلمت کے بیٹوں سے جدا۔
اُن کے کرتب ہیں جدا اُن کے عمل اُن سے سوا
ابتدا سے حق کی جانب سے یہی ہے ابتلا
حکمت مالتوے اُسنے یہ بنایا انتظام۔
فرق ہوتا ہے اسی سے درمیان خاص و عام
دیکھتے ظاہر میں ہو جب گردش لیل و نہار
ایک حالت پر نہیں رہتا ہے دُنیا کو قرار
گھومتی ہے یہ زمیں اور گردشیں ہیں بیشمار
پھر قیامت کا یہاں پر کسطرح ہو اعتبار
عقل انسانی تو یہاں فہمید سے حیران ہے
بھید قدرت کے سمجھنا کسطرح آسان ہے
سامنے آنکھوں کے فطرت کا صحیفہ ہے کھلا
خالق فطرت کے ہے افعال کا اس میں پتا
کارخانہ اوس کی قدرت کا ہے جیسے چل رہا
برخلاف اوس کے نہیں ہو گا کبھی قول خدا

(باقی آئندہ)

حضرت حکیم الامت کے ارشادات

غم سے بچنے کے ذریعے غم سے بچنے کے تین بڑے اسباب ہیں. اول اس امر کا یقین کرے کہ جو دکھ اور تکلیف آتی ہے وہ شامت اعمال سے آتی ہے اور اس میں الٰہی حکمت ہوتی ہے۔ دوم کسی دکھ کے آنے سے پہلے یعنے ہمیشہ ہی ذکر الٰہی کرتا ہے اور اپنے گناہوں کے بد نتایج سے حفاظت طلب کرتا رہے۔ سوم۔ صادقین اور خدا تعالٰی کے پیاروں کی صحبت میں رہے +

ثبوت قیامت کی راہ قرآن شریف میں جو لوگ چاہتے ہیں کہ قرآن شریف سے قیامت کا ثبوت معلوم کریں اُن کو یاد رکھنا چاہیے کہ قیامت کے ذکر کے ساتھ قرآن شریف دنیا کا ایک واقعہ ضرور پیش کرتا ہے اور وہ واقعہ بطور پیشگوئی ہوتا ہے کیونکہ جب وہ پیشگوئی پوری ہو جاتی ہے تو اربعہ متناسبہ کے قاعدہ کے موافق قیامت کا ثبوت اس سے ہوتا ہے پس غور سے مطالعہ کرو +

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت عالمگیر ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ہر پہلو اور ہر حیثیت سے عالمگیر ہے دنیا کے تین بڑے مرکز تھے وہ سب کے سب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے خلفاء راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین نے فتح کر لئے جس سے یہ ثابت کیا کہ بلحاظ مکان کے آپکی نبوت عالمگیر ہے کیونکہ تیرہ سو برس گذر گئے ہیں اور کوئی ایسی ضرورت پیش نہیں آئی جس کے لئے قرآن شریف مکتفی نہ ہوا ہو +

لباس لباس دو قسم کا ہوتا ہے ایک ظاہری دوسرا باطنی ظاہری لباس زیب زینت اور ستر اور دوسرے مفاد کے لئے ہوتا ہے باطنی لباس عمدہ اخلاق ہیں اور اخلاق کے یہ اصول ہیں استقلال۔ ہمت۔ جود و سخا۔ عفت۔ حلم و بردباری۔ قناعت وغیرہ لباس التقوٰی اعلٰی درجہ کے عقاید ہوتے ہیں اموال کو عمدہ موقعوں پر خرچ کرے عسر و یسر میں قدم آگے بڑھائے۔

انذاری پیشگوئیوں پر نظر انذاری پیشگوئیوں میں لازم نہیں ہوتا کہ بالکل بعینہ پوری کی جاوے کیونکہ خدا کا رحم اُسکے غضب پر سبقت رکھتا ہے اور اُس کا غضب دھیما آتا ہے۔ اما نرینک بعض الذی نعدھم سے اللہ تعالٰی نے فرمایا ہے یعنی پیشگوئیوں کے بعض حصے ضروری پورے دکھائے جائینگے۔ وہ لوگ سخت غلطی کرتے ہیں جو یہ سمجھتے ہیں کہ انذاری پیشگوئیاں مشروط نہیں ہوتی ہیں +

صبح کی سیر

۹ مئی سنہ ۱۹۰۳ء

طاعون سے فرار فرمایا عام لوگوں کا خیال ہے کہ وبا سے بھاگنا نہ چاہیئے۔ اصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر وبا کا ابتدا ہو تو بھاگ جانا چاہیئے۔ اور اگر کثرت سے ہو تو پھر بھی بھاگنا چاہیئے جس جگہ ابھی وبا شروع نہیں ہوئی اور اس حصہ والے ابھی وبائی اثر سے محفوظ ہیں اور ان کا اختیار ہوتا ہے کہ وہ بھاگ جاویں اور توبہ و استغفار سے کام لیں۔ لیکن جب وبا پھیل جاوے تو پھر اس متاثر جگہ سے نکل کر دوسری جگہ جانا مناسب نہیں ہے ✦

الایام نداولھا بین الناس بعض لوگ یہ اعتراض کر دیتے ہیں کہ کوئی احمدی بھی طاعون سے مر گیا اس قسمی اعتراض کو مد نظر رکھ کر آپ نے فرمایا کہ سنت اللہ یہی ہے کہ جو نشانات ظاہر ہوتے ہیں اُن میں ایک قسم کا التباس بھی ہوا کرتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نشان مانگا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ قادر ہے۔ خواہ وہ آسمان سے نشان دکھاوے یا بذریعہ جنگ آخر جو لڑائیاں ہوئیں وہ بھی تو نشان ہی تھے اور وہ منکروں اور کافروں کے لئے عذاب لیکن اب سوال یہ ہے کہ صحابہ میں سے کوئی بھی اُن لڑائیوں میں نہیں مارا گیا بیشک صحابہ میں سے بعض شہید ہوئے اور بعض ضعیف الایمان اعتراض بھی کر اوٹھے کہ اگر یہ عذاب ہے تو ہم میں سے لوگ کیوں مرتے ہیں اس پر خدا تعالیٰ نے فرمایا۔

ان یمسسکم قرح فقد مس القوم قرح مثلہ و تلک الایام نداولھا بین الناس

طاعون کا نشان اور ہم یہی اصول ہر مامور کے ساتھ ہوتا ہے اگر ہماری جماعت میں سے کوئی آدمی بھی نہ مرے تو پھر تو ساری دنیا بیانگ گورنمنٹ بھی مسلمان ہو جائیں اور بجز اسلام کے اور کوئی مذہب ہی نہ رہے حالانکہ ایسا نہیں ہوگا دوسرے مذاہب بھی قیامت تک باقی رہیں گے خدا تعالیٰ نشانوں میں قیامت کا نمونہ دکھانا نہیں چاہتا اور نہ کبھی ایسا ہو بلکہ اونہیں کسی حد تک نامزد ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ صحابہ میں سے بھی بعض ان جنگوں میں شہید ہوئے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی تکلیف پہنچی۔ لیکن انجام نے دکھایا کہ آنحضرت کا نشان کیسا عظیم الشان تھا۔ اسی طرح یہ یہاں بھی ہے۔ سلامتی کا حصہ نسبتاً ہماری ہی طرف زیادہ ہوگا۔ براہین احمدیہ میں ایک الہام ہے ان الذین آمنوا ولم یلبسوا ایمانھم بظلم۔ معلوم نہیں کہ کون ظلم سے خالی ہے۔ اسلئے ہر ایک کو تسلی کرنی چاہیئے کہ اس کا ایمان ملتبس نہ ہو کسل اور غفلت بھی ظلم ہی کے اقسام ہیں۔ اسلئے دعا کرتے رہنا چاہیئے کیونکہ بالکلیہ حفاظت کا وعدہ کہیں نہیں ہے بلکہ الہامات میں استثنے کے الفاظ قریباً موجود ہیں۔ اس جماعت کے قطعاً محفوظ رہنے کا وعدہ نہیں بلکہ نسبتاً ہے اور سنت اللہ بھی یہی ہے۔ دیکھنا یہ چاہیئے کہ طاعون سے کون گھٹتا اور کون بڑھتا ہے اگر ایک مر جاوے تو تین سو اُس کی جگہ آتا ہے۔ انجام کو دیکھو اور انجام ہمیشہ متقیوں ہی کے ساتھ ہوتا ہے۔

بعض لوگ ہماری جماعت میں سے بطور خود غلطی سے کہدیتے ہیں کہ ہم میں سے کوئی نہ مریگا یہ اُن کو مغالطہ لگا ہوا ہے اگرچہ یہ سچ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک حد تک وعدے کئے ہوئے ہیں کہ وہ حفاظت کرے گا مگر اُن کا یہ منشاء ہرگز نہیں کہ ایک بھی نشانہ طاعون نہ ہو۔ **یہ بات ہماری جماعت کو خوب یاد رکھنی چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ ہرگز نہیں ہے کہ تمام میں سے کوئی بھی نہ مرے گا۔**

ہاں یہ سچ ہے کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے اما ما ینفع الناس فیمکث فی الارض جو لوگ اپنے آپ کو نافع الناس بنائیں گے۔ اللہ تعالیٰ اُن کی عمر بڑھا دےگا۔ اس لئے مخلوق الٰہی پر بہت شفقت کرو اور حقوق العباد کی بجا آوری پورے طور پر کرو۔

سفینۃ النوح اور سفینۃ البیعت کے سوار پوچھا گیا کہ کشتی نوح میں سوار ہونیوالے تو سب کے سب بچائے گئے تھے تو کیا وجہ ہے کہ یہاں سب محفوظ نہ رہیں فرمایا کہ ہمارا سلسلہ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم پر ہے نوح علیہ السلام کے وقت ایمان کا دروازہ بند ہو گیا تھا اور اُسوقت کوئی التباس ایمان کا نہ تھا مگر اب ہے نوح علیہ السلام کے وقت فیصلہ ہو چکا تھا کہ یہ قوم غرق ہوگی لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں ایسا نہیں ہوا۔ بلکہ مہلت دی گئی کہ جو توبہ کرے گا وہ بچ جاوے گا۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عین قتل کے وقت فرمایا کہ اگر کوئی ایمان لاوے تو تلوار روک لیجاوے مگر نوح علیہ السلام کی قوم کے لئے یہ تھا کہ صرف کشتی والے بچائے جائیں گے باقی سب تباہ اور ہلاک ہونگے۔ وہ صورت بالکل خاص اور الگ تھی اور خود حضرت نوح علیہ السلام پر یہی اعتراض باقی رہا کہ اپنے بیٹے کو نہ بچا سکے حالانکہ کہا تھا کہ اہل بچ رہیں گے معلوم ہوتا ہے کہ خود حضرت نوح علیہ السلام کو بھی شبہ پیدا ہوا تھا تب ہی تو اونکو اللہ تعالیٰ کی طرف سے جھڑکا گیا۔

اصل بات یہ ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے خوف اور رعب کو دور کرنا نہیں چاہتا اگر وہ آج وعدہ کھول دیوے کہ جماعت میں سے کوئی بھی نہ مریگا تو پھر اوس کا خوف دلوں میں نہ رہے۔ جہاں اُس نے خاص گھر کی حفاظت کا وعدہ کیا ہے کہ انی احافظ کل من فی الدار وہاں بھی ایک فقرہ ساتھ رکھدیا ہے کہ الا الذین علوا باستکبار۔

مولوی محمد حسین بٹالوی کا رجوع اس ذکر پر کہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کا رجوع کب ہوگا فرمایا دیکھو جب بچہ پیٹ میں ہوتا ہے اگرچہ وہ زندہ ہوتا ہے تاہم وہ خوشی پر ہنس نہیں سکتا اور تکلیف پر رو نہیں سکتا بولو تو بولتا نہیں۔ مگر جب باہر آ جاتا ہے تو اس کو حس ملتے ہیں پھر ہنستا بھی ہے اور روتا بھی ہے اور بولنے سے بولتا بھی ہے اس سے معلوم ہوا کہ اول زندگی جو پیٹ میں تھی وہ اصلی اور حقیقی زندگی نہ تھی حواس اس میں نہ تھے جب خدا ایک بات دل میں ڈالتا ہے تو حواس آ جاتے ہیں یہی حال مولوی محمد حسین صاحب کا ہے جب کوئی بات خدا کی طرف سے دل میں ڈالی جاوے گی تو اُسی وقت تبدیلی ہو جائے گی ✦

یھدی من یشاء جو بلائے جاتے ہیں وہ آتے ہیں اور جو بلائے نہیں جاتے وہ کفر میں ترقی کرتے ہیں اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن شریف نہ آتا تو ابو جہل بڑے لوگوں میں شمار ہوتا اسی طرح پر بہت سے لوگ ہوتے ہیں جن کو ہم صالح سمجھتے ہیں لیکن جب اون کے سامنے حق پیش کیا گیا اور انہوں نے انکار کر دیا۔ تو معلوم ہوا کہ خدا تعالیٰ کے نزدیک اُن میں صلاحیت نہ تھی۔ کسی کے باطن کا کسی کو کوئی علم نہیں مگر حق پیش کرنے پر حقیقت کھل جاتی ہے کہ کون ہے جو خدا کی آواز سنتا ہے اور کون ہے جو اس سے انکار کرتا ہے۔